۷۸۶

الحمد للہ والمنۃ!

رسالہ فیض مقالہ مسمیٰ بہ

اعانۃ الاموات بالدعوات والصدقات

جسمیں

مردوں کے متعلق اسقاط - قل ختم - درود وغیرہ مسائل

مکمل ومدلل لکھے گئے ہیں

مؤلفہ

حکیم مولوی محمد عبدالغنی صاحب ناظمؔ

جھیورانوالی ضلع گجرات (پنجاب)

حجازی پریس لاہور بیرون موری گیٹ باہتمام حافظ محمد اسمٰعیل پرنٹر حکیم مولوی محمد عبدالغنی

پبلشر نے شائع کی

فہرست مضامین

تمام تعریفوں کے لائق وہ ذات والا صفات ہے جس نے موت اور حیات کو پیدا کیا تاکہ انسان کو آزمائے۔ کہ کون نیک عمل کرتا ہے۔ کیونکہ اگر زندگی نہ ہوتی۔ تو عمل کس حالت میں کیا جاتا۔ اور اگر موت نہ ہوتی۔ تو خدا تعالیٰ کا خوف کس طرح ہوتا۔ بقول شخصے ؎

مگر موت سے ابن آدم ہے عاجز   وگرنہ نہ تھا یہ کسی کے بھی بس کا

اور درود نامحدود اس محبوب کبریا خاتم الانبیاء۔ شفیع المذنبین رحمۃ للعلمین پر ہو۔ جس نے پاک پروردگار کی طرف سے وہ ہدایت نامہ پیش کیا۔ جس کی نظیر دنیا میں موجود نہیں۔ اور جس پر عمل کرنے سے انسان باخدا بن سکتا اور مغفرت پا سکتا ہے۔ اس پر اور اس کی آل پاک پر۔ اصحاب کرام پر۔ اور اہل بیت عظام پر ہزار ہزار درود اور سلام ہو۔

امابعد۔ آج کل اکثر مسلمان عموماً اور انگریزی خوان مغرب زدہ

خصوصاً بے بصیرتی۔ تغافل اور تساہل کے سبب شعائر شرعیہ اور احکام دینیہ کو چھوڑ کر تقلید مذہبی سے منہ موڑ چکے ہیں۔ اور امور دینیہ میں ہر ایک امر کی لِمّ کے درپے ہو کر اپنے اجتہاد سے اس کے جواز یا عدم جواز پر عقلی استدلال کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص کافی طور پر جواب دے کر ان کی تسلی کر دے تو فبہا۔ ورنہ سلاسل تقلید توڑ کر کر آزادی و انکار بجانے لگتے ہیں۔

عقل انسانی محدود ہے۔ اور علم غیر محدود۔ محدود غیر محدود کا حاوی اور محیط نہیں ہو سکتا۔ اور بفحوائے "فکر ہر کس بقدر ہمت اوست" ہر شخص ہر سوال کا جواب اپنی عقل اور علم کے مطابق دے سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی امر شرعی کی وجہ بیان نہیں کر سکتا تو اس سے یہ استنباط کرنا کہ شرع میں اس کی کوئی دلیل نہیں سراسر لغو اور بے بنیاد ہے۔ "فَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْم" صریح نص ہے۔ اور فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ۔ سے بھی گزیر نہیں۔ تو پھر متلاشی حق کیلئے ضروری اور لازمی ہے۔ کہ وہ کسی ذی علم سے اس کی وجہ اور حکمت دریافت کر اپنی اپنی تسلی کر لے۔

اسلام میں اوامر و نواہی میں سے کوئی ایک بھی بے وجہ نہیں۔ اگر ہماری عقل نارسا کی رسائی وہاں تک نہیں تو یہ ہرگز لازم نہیں آتا۔ کہ اسلام میں یہ امر یا نہی بے دلیل بے وجہ اور بے سود ہے۔

قرآن مجید جو انسان کیلئے خدا کی طرف سے ایک ہدایت نامہ

اور لائحہ عمل ہے۔ آیات متشابہات اور حروف مقطعات سے مملو ہے اور اکثر علماء کرام کما حقہ ان کے معانی بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ بلکہ اقرار کرتے ہیں۔ کہ ؎

جمیع العلم فی القرآن لکن   تقاصر عنہ افہام الرجال

تو کیا دنیا میں کوئی ایسا شخص ہے۔ جو کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ آیات اور حروف عبث ہیں۔ تعجب ہے۔ کہ عرب کے افصح الفصحاء جن کی مادری زبان عربی تھی۔ قرآن مجید کے اعلان فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ کے مقابلے میں عاجز آ گئے۔ مگر آج کل مغرب زدہ عقل پرست کہتے ہیں کہ یہ امر غیر معقول بے وجہ اور عبث ہے۔

؎ تفو بر تو اے عقل ناقص تفو

حالانکہ احکام شرعیہ میں ہر ایک کام کی وجہ اور لِمَ دریافت کرنا ہی عبث ہے۔ اور حکم کو حکم سمجھ کر نہ ماننا اور اس کے دلائل اور وجوہ تلاش کرنا خذلان اور بدبختی ہے۔ سعادت مندی یہ ہے۔ کہ تمام

ل علامہ شبلی مرحوم نے اپنی کتاب سیرۃ النبی میں بحوالہ ابن ماجہ لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دقیق مباحث کو جنکی تہ تک عوام نہیں پہنچ سکتے۔ نا پسند فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک روز صحابہ کی مجلس میں مسئلہ تقدیر پر گفتگو ہو رہی تھی آپ نے سنا تو حجرے سے نکل آئے۔ آپ کا چہرہ اس قدر سرخ ہو گیا تھا۔ گویا عارض مبارک پر کسی نے انار کے دانے نچوڑ دئے ہیں۔ آپ نے صحابہ کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کیا تم اسی لئے پیدا کئے گئے ہو۔ قرآن کو باہم ٹکراتے ہو۔ گذشتہ

(باقی حاشیہ صفحہ پر)

امور مذہبی میں بلا چون وچرا سر تسلیم خم کرے۔ اور ان کے اجراء اور ترویج میں جیسا کہ سلف صالحین سے عمل ہوتا چلا آیا ہے۔ کوشاں رہے۔

ان دنوں اکثر لوگ مثلاً اسقاط فاتحہ خوانی۔ قل اور ختم کے جواز اور عدم جواز میں اپنی عقل کے مطابق چہ میگوئیاں کرتے ہیں۔ اور بہت سے لوگوں کا رجحان طبیعت اس طرف ہے۔ کہ یہ سب امور ملاؤں کے من گھڑت اور خانہ ساز ہیں۔ اور قرآن وسنت سے ان کا وجود ثابت نہیں۔ یہ عقل کے پتلے اتنا نہیں سمجھتے کہ ایک نیک کام جس پر امت کا اجماع ہے۔ اور مدتوں سے اس پر عمل ہوتا چلا آیا ہے۔ خانہ ساز کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی مجھ سا کم علم شخص اس کا کافی ثبوت نہیں دے سکتا۔ یا وجہ موجہ نہیں بتا سکتا۔ تو اس سبب سے ایک نیک عمل کا چھوڑ دینا جس کے ترک کرنے سے کسی نیکی کا اضافہ نہیں سراسر نادانی ہے۔

بہت سے امور ایسے ہیں۔ جن کے جواز یا عدم جواز کے متعلق قرآن مجید اور حدیث میں کوئی صریح حکم موجود نہیں ہے۔ لیکن انکو ناجائز نہیں کہا جا سکتا جیسے علوم مروجہ۔ صرف و نحو۔ منطق۔ فلسفہ۔ تاریخ۔ جغرافیہ۔ جیومیٹری وغیرہ کا پڑھنا پڑھانا۔ نیز لکھا ہے۔ کہ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے ہر ایک حدیث غسل کر کے اور دو۔ رکعت دوگانہ ادا کر کے

بقیہ حاشیہ صٹ ۶ ...تیں انہی باتوں سے برباد ہوئیں۔
(سیرۃ النبی جلد دوم طبع دوم صفحہ ۲۴۰ باب مجالس نبوی۔ طریق ارشاد) ناظم

لکھی ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ اول تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں کوئی حدیث کی کتاب نہیں لکھی گئی۔ بلکہ صحابہ کرام کے زمانہ میں بھی لکھنا تو درکنار حدیث کے روایت کرنے پر بھی خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرف سے تنبیہ کی جاتی تھی۔ پس امام صاحب موصوف کا حدیث شریف کی کتاب کھنا اور پھر نہا دھو کر اور دوگانہ پڑھکر لکھنا بدعت ہونے کے باوجود ناجائز نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ حدیث شریف میں ہے۔ مَارَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ وَمَارَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ سَیِّئًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ سَیِّئٌ۔ یعنی جس بات کو مسلمانوں نے اچھا جانا وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اچھی ہے۔ اور جس بات کو مسلمانوں نے برا جانا وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بری ہے۔

میرے محترم منشی غلام نبی صاحب بھٹی نے اور دوسرے چند احباب نے حالات مندرجہ سے متاثر ہو کر مجھے فرمایا۔ کہ مسائل میت کے متعلق جو شکوک وشبہات لوگوں کے دلوں میں جاگزین ہو رہے ہیں۔ ان کو رفع کرنے کیلئے ان مسائل کی تائید وجواز میں ایک مختصر سا رسالہ لکھا جائے۔ جو طبع کرا کر امام مسجدوں اور عوام میں تقسیم کیا جائے۔ تاکہ اس فتنہ کا سدباب ہو جائے۔ اور یہ خدمت اسلام اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ کے مطابق انشاء اللہ تعالیٰ باعث نجات ہوگی۔

میں نے اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کا عذر کیا۔ مگر ان کے اصرار اور دینی خدمت کے اظہار نے مجبور کیا کہ ان مسائل کو قرآن مجید۔ حدیث

شریف اور کتب فقہ سے یکجا کر کے ایک مختصر سے رسالہ میں شایع کر دیا جائے
لہٰذا میں نے لکھ دیا رسالہ بتوفیق خداوند تعالےٰ
اور اس کا نام اعانۃ الاموات بالدعوات والصدقات رکھا۔ خدا تعالےٰ
اسے مقبول اور مفید عام بنائے۔ اور اس عاجز کی مغفرت فرمائے۔ آمین
یا رب العالمین۔

خاکسار محمد عبد الغنی ناظم عفا اللہ لہ ولوالدیہ
از جھورانوالی ضلع گجرات (پنجاب)
مورخہ ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ
مطابق ۲۶ جون ۱۹۳۶ء } بروز جمعہ

یہ کتاب حکیم بشیر احمد صاحب نیاز
بیگوالہ ضلع سیالکوٹ سے بھی مل
سکتی ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَبِّ یَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَیْرِ

حدیث شریف میں آیا ہے۔ مَا الْمَیِّتُ فِی الْقَبْرِ اِلَّا کَالْغَرِیْقِ الْمُتَغَوِّثِ الخ (مشکوٰۃ باب الاستغفار فصل سوم) یعنی قبر میں مردہ کی حالت اس ڈوبتے ہوئے آدمی کی طرح ہے۔ جو اپنے بچاؤ کیلئے فریاد کرتا ہے۔ اور منتظر ہوتا ہے۔ کہ کوئی میری امداد کو پہنچے۔ پس جس طرح ڈوبتے ہوئے آدمی کی امداد کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح مردہ کی ہر ممکن طریق سے مدد کرنا ضروری ہے۔ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں۔

داد داست کہ مردہ دراں حالت مانند طریقے است۔ کہ انتظار فریادرسی مے برد۔ و صدقات وادعیہ و فاتحہ دریں وقت بسیار بکار مے آید۔	حدیث میں ہے۔ کہ مردہ اس حالت میں غریق کیطرح ہے۔ کہ مدد کو پہنچنے کی فریاد کرتا ہے۔ اور صدقات اور دعائیں اور فاتحہ اسوقت اسکے بہت کام آتی ہیں

(تفسیر عزیزی پارہ ۲۹ سورہ انشقت زیر آیت والقمر اذا اتسق)

پس مردہ کی مغفرت کیلئے صدقات دعاؤں اور فاتحہ سے اس کی امداد کرنا اور بندوں کے وہ حقوق جو اس کے ذمہ واجب الادا ہیں۔ ادا کرنا۔ اور خدائی حقوق جو وہ ادا نہیں کر سکا۔ ان میں سے جو فدیہ دینے سے ساقط

ہو جاتے ہیں۔ ان کا فدیہ دے کر اس کی نجات کی صورت پیدا کرنا بہت بڑی نیکی اور احساں ہے۔ جو زندوں کی طرف سے مردوں کو پہنچ سکتی ہے۔ اور نیکی سے روکنے والا شخص خدا تعالیٰ کے نزدیک مجرم اور دوزخی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔

اَلْقِیَا فِیْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ۔ پ ۲۶ ع ۲

قیامت کے دن فرشتوں کو حکم ہوگا کہ دوزخ میں ڈال دو ہر ایک منکر کو۔ عناد کرنیوالے کو نیک کام سے روکنے والے کو۔ حد سے نکل جانے والے کو۔ اور شک کرنے والے کو۔

پس میت کی امداد اور مغفرت کیلئے جو جو امر سلف صالحین سے مروج ہیں۔ وہ صحیح اور واجب العمل ہیں۔ ان پر اعتراض کرنا جائز نہیں۔

قریب الموت آدمی کو وصیت کرنے کا حکم

قریب المرگ آدمی کو حقوق العباد اور حقوق اللہ کی ادائگی کے متعلق وصیت کرنا لازمی ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۣ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

مسلمانو! تمکو حکم دیا جاتا ہے۔ کہ جب تم میں سے کسی کے سامنے موت آموجود ہو اور وہ کچھ مال چھوڑنے والا ہو۔ تو ماں باپ اور رشتہ داروں کیلئے واجبی طور پر وصیت کرے۔

حَقًّا عَلَی الْمُتَّقِیْنَ ۔ پ۲ ع ٦ | یہ متقیوں پر ایک حق ہے۔

اس آیت کے حاشیہ پر مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی نے لکھا ہے۔
"مرنے والے پر وصیت کی تاکید ہے۔ کہ حق العباد اپنی گردن پر نہ لے جائے"۔

فقہا نے لکھا ہے۔ کہ مرنے والے کو جس طرح "حقوق العباد" کیلئے وصیت کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح اس کو "حقوق اللہ" کیلئے بھی وصیت کرنا لازمی ہے۔ چنانچہ مجالس الابرار میں ہے۔

لَوْ کَانَ عَلَیْہِ حَقٌّ مِّنْ حُقُوْقِ اللّٰہِ تَعَالٰی کَالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ وَالصَّوْمِ وَالْحَجِّ وَغَیْرِھَا یَجِبُ عَلَیْہِ اَنْ یُّوْصِیَ لِھٰذَا الْحُقُوْقِ ثُلُثَ مَالِہٖ۔ مجالس ابرار ص۳۲۴

اگر اس کے ذمے اللہ تعالیٰ کے حقوق مثل نماز اور زکوٰۃ اور روزے اور حج وغیرہ (واجب الادا) ہوں۔ تو اس پر واجب ہے۔ کہ ان حقوق کی ادائیگی کیلئے اپنے مال کی تہائی سے وصیت کرے۔

محبوب الفقہ میں ہے۔
اگر کوئی شخص مال کی زکوٰۃ یا نماز یا روزے یا حج کا فرض ادا نہ کر سکا ہو تو اس کو چاہیئے۔ کہ مرتے وقت وارثوں کو وصیت کر جائے۔ کہ زکوٰۃ

ؒ ترمذی میں ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مقروض کا جنازہ اس وقت تک نہیں پڑھا تھا۔ کہ جب تک اس کے قرض کے ادا کرنے کا دوسرے شخص نے ذمہ نہیں اٹھایا تھا۔
(ترمذی کتاب الجنائز باب ما جاء فی المدیون)

اور حج ادا کریں۔ نماز اور روزے کا کفارہ دیدیں۔ اور وارثوں پر واجب ہے کہ یہ سب کچھ اس کے چھوڑے ہوئے مال کے تیسرے حصے سے ادا کریں۔ اگر اس نے وصیت نہ کی تو وارثوں پر ان کفاروں کی ادائیگی واجب نہیں۔ لیکن اگر وارث اس کی وصیت کے بغیر ادا کر دیں۔ تو امید ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیگا۔ (مجموب الفقہ ص۲۴ باب اسقاط بحوالہ شرنبلیہ۔)

بہشتی زیور میں ہے۔

اگر کسی کی کچھ نمازیں قضا ہو گئی ہونگی۔ اور ان کی قضا پڑھنے کی ابھی نوبت نہیں آئی۔ تو مرتے وقت نمازوں کی طرف سے فدیہ دینے کی وصیت کر جانا واجب ہے۔ نہیں تو گناہ ہوگا۔

(بہشتی زیور حصہ دوم۔ باب قضا نمازوں کا بیان)

نوٹ۔ اسقاط تو یہیں سے ثابت ہو گئی ہے۔ مگر تفصیل کے لئے ص۲۵ ملاحظہ فرمائیں۔

قریب الموت کو تلقین کرنا

اگر کوئی شخص مرنے کے قریب ہو۔ تو اس کو کلمہ شریف کی تلقین کرنا ضروری ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّاَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقِّنُوْا	ابی سعید اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تلقین کرو۔ تم

مُوْتَاكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ۔ رواہ مسلم۔

قریب المرگ شخصوں کو کلمہ لا الہ الا اللہ۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

(مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب مایقال عند من حضرہ الموت فصل اول)

ف۔ تلقین کے معنی ہیں سمجھانا۔ اور یہاں مراد پڑھنا اس کلمہ کا ہے۔ روبرو قریب المرگ کے۔ تاکہ وہ بھی سن کر پڑھے۔ حکم نہ کرے اس کو پڑھنے کا اس لئے شاید انکار کر بیٹھے۔ اور جمہور علماء کے نزدیک یہ تلقین مستحب ہے (مظاہر حق شرح مشکوٰۃ زیر حدیث مذکور)

تلقین کی غرض

تلقین کی غرض یہ ہے کہ مرنے والے کا خاتمہ کلمہ شریف پر ہو۔ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ اٰخِرُ کَلَامِہٖ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جس شخص کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو۔ وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ رواہ ابوداؤد

مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب مایقال عند من حضرہ الموت۔ فصل الثانی

قریب الموت کی آسانی پڑھنا

قریب المرگ آدمی کے پاس نزع کی حالت میں سورہ یٰسین پڑھنا

مستحب ہے تاکہ اس کی جان آسانی سے نکلے۔ اور اسی لیے اس کا نام "آسانی پڑھنا" رکھا گیا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ مَعْقِلْ بِن يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِقْرَءُوْا سُوْرَةَ يٰسٓ عَلٰى مَوْتَاكُمْ۔ رواہ احمد۔ ابو داؤد و ابن ماجہ

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اپنے مردوں پر سورہ یٰس پڑھو اسکو احمد۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا

(مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب مایقال عند من حضرہ الموت فصل ثانی،

ف۔ مراد مردوں سے قریب المرگ ہے۔ شاید حکمت اس کے پڑھنے میں یہ ہے۔ کہ قریب المرگ لذت اٹھاوے۔ ساتھ اس کے کہ اس میں ہے ذکر اللہ اور احوال قیامت اور بعث اور سوائے اس کے عجیب عجیب مضمون ہیں اس میں۔ اور احتمال ہے۔ کہ مردوں سے مراد حقیقی مردے ہوں۔ پھر ان کے گھر میں پڑھے پہلے دفن کے یا سرہانے قبر کے بعد دفن کے۔

(مظاہر حق شرح مشکوٰۃ زیر حدیث مذکور)

نوٹ:۔ اس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ قبر پر بھی قرآن مجید پڑھنا جائز ہے۔ اس کا مزید ثبوت آگے آئیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

کفنی لکھنا

میت کی مغفرت کیلئے کفنی لکھنا عند الشرع جائز ہے۔ چنانچہ غایۃ الاوطار میں ہے۔ کتب علی جبھۃ المیت او عمامتہ او کفنہ

عہد نامہ یرجی ان یغفر اللہ للمیت ۔ مردہ کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھا گیا ۔ توقع ہے کہ میت کو اللہ تعالیٰ بخشدے ۔ بلفظہ غایۃ الاوطار جلد اول صفحہ ۴۲۲ طبع پنجم باب صلوٰۃ الجنائز ۔

حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں لکھا ہے ۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کتب ھذا الدعاء وجعلہ بین صدر المیت وکفنہ فی رقعۃ لم ینلہ عذاب القبر ولا یری منکراً ونکیراً وھو ھذا لا الہ الا اللہ واللہ اکبر لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لا الہ الا اللہ لہ الملک ولہ الحمد لا الہ الا اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ جو شخص یہ دعا کسی رقعہ پر لکھکر میت کے سینے اور کفن کے درمیان رکھدے تو اس میت کو عذاب قبر نہ ہوگا ۔ اور نہ وہ منکر نکیر کو دیکھے گا ۔ اور وہ دعا یہ ہے ۔ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ۔ الخ

لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (نصرۃ الحق صفحہ ۵ بحوالہ نوادر الاصول)

علامہ زیلعی نے نصب الرایہ میں لکھا ہے ۔

اخبرنا معمر عن عبد اللہ بن محمد بن عقیل ان فاطمۃ لما حضرتھا الوفاۃ امرت علیا فوضع لھا غسلا فاغتسلت وتطھرت ودعت بثیاب اکفانھا فلبستھا ومست

ہم کو معمر نے عبد اللہ بن محمد بن عقیل سے خبر دی کہ جس وقت حضرت فاطمہؓ کی وفات کا وقت آیا ۔ تو حضرت علیؓ سے پانی منگایا ۔ اور غسل کیا ۔ اور کفن منگوایا ۔ اور اس کو پہنا ۔ اور حنوط کی

من الحنوط ثم امرت علیا أن لا یکشف اذا هی تبضت و ان تدرج کما هی فی اکفانها. فقلت له هل علمت احدا فعل نحو ذلك قال نعم کثیر ابن عباس۔ وکتب فی اطراف اکفانه یشهد کثیر ابن عباس ان لا اله الا الله -

خوشبو لگائی پھر حضرت علیؓ کو وصیت کی۔ کہ (میری) وفات کے بعد اس کفن کو نہ کھولنا اور اس کفن میں اسیطرح دفن کر دینا۔ راوی کہتا ہے میں نے پوچھا۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ کسی اور نے بھی ایسا کیا فرمایا۔ ہاں کثیر ابن عباس نے (ایسا کیا) اور انہوں نے اپنے کفن کے اطراف پر لکھا۔ کہ کثیر ابن عباس اس بات کی گواہی دیتا ہے۔ کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں

(القول الحسن صـ۱ بحوالہ نصب الرایہ جلد اول [illegible])

جنازہ کے ساتھ کلمہ شریف کا ذکر کرنا

جنازہ کے ساتھ چلتے ہوئے آہستہ آہستہ کلمہ شریف کا ذکر کرنا جائز ہے۔ حدیث شریف میں ہے

روی ابن ابی شیبۃ عن ابن عمر رضی اللہ عنهما لم یکن یسمع من رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وهو یمشی خلف

ابن ابی شیبہؒ نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنازہ کے پیچھے چلتے ہوئے سوائے کلمہ لا الہ الا اللہ کے کچھ نہیں

الجنازة الا قول لا اله الا الله ۔ | سنا گیا۔ ترجمہ شرح برزخ ص۱۲۶

مظاہر حق شرح مشکوٰۃ میں ہے۔

مکروہ ہے جنازے کے ساتھ چلنے والے کو کلام کرنا۔ اور بلند آواز سے ذکر کرنا۔ اور قرآن پڑھنا۔ بلکہ یاد کرے اللہ کو اپنے دل میں۔ (مظاہر حق جلد ۲ کتاب الجنائز باب المشی بالجنازۃ فصل ثانی،

میت کے ساتھ قبر پر غلہ وغیرہ لیجانا اور صدقہ کرنا

میت کے ساتھ قبر پر غلہ وغیرہ لے جانا اور وہاں صدقہ کرنا جائز ہے۔ شرح برزخ میں ہے۔

اخرج ابی ابن کعبؓ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال الموت فزع فتصدقوا لہ قبل الدفن الخ
ترجمہ شرح برزخ ص۱۲۲

ابی ابن کعبؓ نے نبی صلعم سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ موت فزع ہے۔ پس (میت کیلئے) اس کے دفن کرنے سے پہلے صدقہ کرو۔

اخرج اعز المزنی ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال تصدقوا لموتاکم قبل الدفن لعل اللہ تعالی ینجیہ بذالک۔
ترجمہ شرح برزخ ص۱۲۳

اعز المزنی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تم اپنے مردوں کیلئے ان کے دفن کرنے سے پہلے صدقہ کرو تاکہ اللہ تعالیٰ اسکے سبب سے انہیں بخشدے

سه مسند دیلمی میں حضرت انس (رض) سے روایت ہے۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت سے پڑھو ہمراہ جنازہ کے لا الہ الا اللہ۔ شرح برزخ ص۱۲۵

شرح اوراد میں ہے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت پر پہلی رات سے زیادہ سخت کوئی رات نہیں آتی بس اپنے مردوں پر رحم کرو۔ کسی چیز کے صدقہ کرنے سے۔	قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یاتی علی المیت لیلۃ من لیلۃ الاول فارحموا موتاکم بشئ من الصدقۃ (نصرۃ الحق صک بحوالہ شرح اوراد)

الغرض صدقہ کرنے کے متعلق سینکڑوں حدیثیں وارد جن کے درج کرنے کی اس مختصر رسالہ میں گنجائش نہیں۔

اعتراض ۔ معترض کہ سکتا ہے۔ کہ صدقہ تو گھر پر بھی دیا جاسکتا ہے۔ میت کے قبر پر لے جانے کی کیا ضرورت؟

جواب ۔ اس سے دو فائدے ہیں۔

پہلا فائدہ یہ ہے۔ کہ عام مجلس میں صدقہ دینے سے دوسرے لوگوں کو بھی صدقہ دینے کی تحریک و ترغیب ہوتی ہے۔ جو موجب ثواب ہے۔ اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ۔

قرآن مجید میں ہے۔

اگر تم اپنے صدقوں کو ظاہر کرو تو اچھی بات ہے۔	اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ پ۳ ع

حدیث شریف میں ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلعم	روی عن ابن عمر عن النبی

صلی اللہ علیہ وسلم السر افضل من العلانیۃ والعلانیۃ افضل لمن اراد الاقتداء به -

(تفسیر کبیر زیر آیت مذکور)

سے روایت کی ہے - کہ پوشیدہ صدقہ کرنا ظاہر کرنے سے افضل ہے - اور جو شخص اس نیت سے ظاہر کرے کہ دوسرے اسکی تقلید کریں - افضل ہے -

دوسرا فائدہ یہ ہے - کہ صدقہ لینے والے لوگ جنازہ کے ساتھ جائیں گے - تو جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد زیادہ ہوگی - جو میت کی مغفرت کا موجب ہوگی - حدیث شریف میں ہے -

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَا مِنْ مَيِّتٍ تُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ يَبْلُغُونَ أَنْ يَكُونُوا مِائَةً يَشْفَعُونَ لَهٗ إِلَّا شُفِّعُوا فِيْهِ

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے نبی صلعم نے فرمایا جس مردے پر ایک گروہ مسلمانوں کا نماز پڑھے جو سو تک پہنچیں - اس کی سفارش کریں - (اللہ کے پاس) تو اللہ تعالیٰ انکی سفارش قبول کریگا -

(نسائی کتاب الجنائز - باب من صلے علیہ مائۃ)

جنازہ کے بعد دعا مانگنا

اس مسئلہ کے متعلق علمائے احناف میں بھی اختلاف ہے - بعض تو اس سے انکاری ہیں - اور جنازہ کے

بعد دعا نہیں مانگتے۔ ان کے دلائل اور اقوال یہ ہیں۔

قولہٗ۔ اس کے متعلق کوئی خاص حکم نہیں ہے۔

اقول۔ اول تو بات ہی غلط ہے۔ کہ اس کے متعلق کوئی خاص حکم نہیں۔ جیسا کہ آئندہ آتا ہے۔ بفرض محال اگر مان بھی لیا جائے تو اس سے حکم امتناعی کیسے ثابت ہو گیا؟ علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ فتح القدیر جلد اول ص۷ میں فرماتے ہیں۔

عدم النقل لا یدل علٰی عدم الوقوع ثم لو سلم لا یلزم منہ عدم الجواز۔	کسی امر کا منقول نہ ہونا۔ عدم وقوع پر دلالت نہیں کرتا۔ اور اگر مان بھی لیا جائے۔ تو اس میں عدم جواز لازم نہیں آتا۔

اور ص۴۴۳ میں فرماتے ہیں۔

ان السکوت عن الشیٔ لا یقتضی ترك فعله۔	کسی شے سے چپ رہنا اس کے چھوڑ دینے کا مقتضی نہیں۔

اور "خاموشی نیم رضا" تو مشہور مقولہ ہے۔

قولہٗ۔ نماز جنازہ خود ہی دعا ہے۔ اس کے بعد دوسری دعا کی کیا ضرورت ہے؟

اقول۔ یہ قول نہایت بے ادبی اور گستاخی پر مبنی ہے میت کیلئے دعائے مغفرت کی ہر وقت ضرورت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام کے جنازے پڑھتے ہیں۔ اور

پھر ان کیلئے دعائیں مانگتے رہے۔ ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی دفعہ تقریباً ہر جمعہ کو قبرستان میں جاتے۔ اور مردوں کیلئے دعائے مغفرت مانگتے۔ کیا یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ آپ کا یہ فعل عبث تھا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

قولہٗ۔ حضورؐ کا ارشاد ہے۔ اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَۃِ یعنی جنازہ کے ساتھ جلدی کرو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا جائز نہیں۔

اقول۔ اول تو یہ حکم صرف جنازہ جلدی لے جانے کے متعلق ہے۔ جس کی وجہ خود حدیث کے الفاظ میں موجود ہے۔ کہ اگر وہ نیک ہے۔ تو نیکی کی طرف لیے جاتے ہو۔ اور اگر وہ نیک نہیں ہے۔ تو بد کو جلدی گردنوں سے اتارنا چاہیئے" پس اس سے دعا کی ممانعت تو ثابت نہیں ہوتی۔

دوسرے یہ کہ اس حکم کی موجودگی میں نماز جنازہ بھی تو ادا کر لی جاتی ہے۔ اگر میت کیلئے مزید دعا مانگ لی جائے۔ تو کیا حرج ہے؟

بہت سے علمائے کرام جنازہ کے بعد دعا مانگتے ہیں۔ ان کے دلائل یہ ہیں۔

پہلی دلیل۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوا لَهُ الدُّعَاءَ۔ رواہ ابو داؤد وابن ماجہ	جب تم جنازہ پڑھو۔ یا پڑھ چکو۔ تو میت کیلئے خالص دعا کرو۔ (مشکوٰۃ)

اس حدیث میں نماز جنازہ میں اور بعد نماز جنازہ کے دونو وقت دعا مانگنے کی اجازت ہے۔ بلکہ بعد نماز جنازہ قریب فہم ہے۔ کیونکہ فَاَخْلِصُوا کی فا جو تعقیب کیلئے ہوتی ہے۔ اس پر قوی قرینہ ہے اہل اصول نے لکھا ہے۔ کہ حرف فا تعقیب کیلئے آتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جب نماز جنازہ پڑھ لو۔ تو اس کے بعد بلا مہلت میت کیلئے دعا کرو۔ جس طرح حدیث اذا صلیتم الفجر فلا تناموا میں اذا فرغتم عن الصلوٰۃ الفجر مراد ہے۔ اسی طرح اذا صلیتم علی المیت میں اذا فرغتم عن الصلوٰۃ علی المیت مراد ہے۔ تو اس حدیث سے بصراحت دعاء بعد نماز جنازہ ثابت ہوئی۔ بعد یہ کہنا کہ اس کے متعلق کوئی خاص حکم نہیں غلط ہوا۔

(رسالہ نماز جنازہ کے بعد دعا ص۱۱)

دوسری دلیل۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فعل سے بھی نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا ثابت ہے۔ چنانچہ:۔

غزوہ موتہ میں جب جنگ شروع ہوئی۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے۔ اور شام کا ملک پر منکشف ہوا۔ سو آپ معرکہ کو دیکھتے تھے۔ فرمایا آنحضرت نے نیزہ لیا زید بن حارث نے اور جنگ شروع کی۔ یہاں تک کہ شہید ہوا۔ سو نماز پڑھی ان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اور دعا کی ان کے لئے اور فرمایا استغفار کرو۔ ان کیلئے داخل ہوئے۔ وہ جنت میں دوڑتے

پھرتے ہیں۔ پھر نیزہ لیا جعفر بن ابی طالب نے سو جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہوئے۔ پس نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اور ان کیلئے دعا کی اور فرمایا کہ استغفار کرو۔ ان کیواسطے داخل ہوئے وہ جنت میں (فقہ الروایہ ترجمہ شرح وقایہ جلد اول ص۱۸۲ حاشیہ)

اس حدیث میں نماز جنازہ کے بعد آپ کا دعا فرمانا اور دوسرں کو بھی ان کیلئے دعائے مغفرت کا حکم فرمانا۔ صریح دلیل ہے۔ کہ نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا فعل نبوی ہے۔

تیسری دلیل۔ صحابہ کے فعل سے بھی نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا ثابت ہے۔

شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ نے مبسوط جلد دوم ص۶۷ میں لکھا ہے۔ کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جنازے پر آئے۔ جنازہ ہو چکا تھا۔ تو آپ نے فرمایا۔

اِنْ سُبِقْتُمُوْنِیْ بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ فَلَا تَسْبِقُوْنِیْ بِالدُّعَاءِ لَہٗ۔	اگر تم نماز جنازہ مجھ سے پہلے پڑھ چکے ہو۔ تو اب دعا کے ساتھ مجھ پر سبقت نہ کرو۔

اس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ نماز جنازہ کے بعد دعا مانگی جاتی تھی۔ جس میں شامل ہونے کیلئے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اپنی خواہش ظاہر کی۔

(رسالہ نماز جنازہ کے بعد دعا ص۱۵)

چوتھی دلیل۔ شرح برزخ میں بحوالہ نہر الفائق شرح کنز الدقائق لکھا ہے۔

وَيَقُوْلُ بَعْدَ صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ۔

ترجمہ شرح برزخ ص ۱۱۱

نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنی چاہیئے کہ اے خدا ہم کو نہ محروم رکھ اس کے اجر سے اور نہ ہم کو فتنہ میں ڈال اس کے بعد۔ اور بخشش کر ہم پر اور اس پر۔

اور بھی بہت سے دلائل ہیں جن کی اس مختصر میں گنجائش نہیں۔

اسقاط کرنا

اسقاط کے لغوی معنے ہیں "گرا دینا"۔ اور فقہا کی اصطلاح میں میّت کے ذمے سے ان حقوق الٰہی کا گرانا جو فدیہ دینے سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ اسقاط کہلاتا ہے۔

وصیّت کے باب میں پہلے لکھا جا چکا ہے۔ کہ مرنے والے کو جس طرح حقوق العباد کیلئے وصیت کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح اس کو حقوق اللہ کی ادائیگی کیلئے وصیت کرنا بھی لازمی ہے۔ پس اگر اس نے وصیت کی۔ تو وارثوں کو اس کی ادائیگی اور اسقاط کرنا واجب ہے۔ اگر اس نے وصیت نہ کی۔ تو وارثوں کو اگرچہ اس کی ادائیگی اور اسقاط کرنا ضروری نہیں لیکن اگر وہ احسان کے

طور پر کردیں۔ تو مستحب ہے۔

اسقاط کے متعلق فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے۔

وصیت کرنے اور ترکہ چھوڑنے کی صورت میں

اذا مات الرجل وعليه صلوات فائتة فاوصى بان يعطى كفارة صلواة يعطى لكل صلواة نصف صاع من بُرّ وللوتر نصف صاع ولصوم يوم نصف صاع من ثلث ماله

اگر کوئی شخص مرا۔ اور اس پر بہت سی نمازیں قضا ہیں۔ اور اس نے اپنی نمازوں کا کفارہ دینے کی وصیت کی تو اس کو تہائی مال سے ہر نماز کیواسطے نصف صاع گیہوں اور ہر وتر کے واسطے بھی نصف صاع اور ہر روزے کیواسطے بھی نصف صاع دے۔

وصیت کرنے اور ترکہ نہ چھوڑنے کی صورت میں

وان لم يترك مالا يستقرض ورثته نصف صاع ويدفع الى مسكين على بعض ورثته ثم يتصدق ثم وثم حتى يتم لكل صلواة ما ذكرنا كذا في الخلاصه وفي الفتاوى الحجة

اور اگر اس نے کچھ ترکہ نہیں چھوڑا تو اس کے وارث نصف صاع گیہوں قرض لیں۔ اور کسی مسکین کو دیں۔ اور پھر وہ مسکین اس کے بعض وارثوں کو صدقہ دیدے پھر اس مسکین کو دیں۔ ایسے ہی سب کفارہ پورا کریں۔ یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔

اور فتاوی حجت میں لکھا ہے

وان لم یوص لورثتہ وتبرع بعض الورثتہ یجوز۔	اگر اس نے وصیت نہیں کی بعض وارثوں نے احسان کرنا چاہا۔ تو جائز ہے۔

(فتاوی عالمگیر عربی جلد اول ص۱۰ ترجمہ اردو ص۱۵۲ باب ۱۱ قضا الفوائت۔)

غایۃ الاوطار ترجمہ در مختار میں ہے۔

وَلَوْمَاتَ وَعَلَیْہِ صَلٰوۃٌ فَائِتَۃٌ وَاَوْصٰی بِالْکَفَّارَۃِ یُعْطٰی لِکُلِّ صَلٰوۃٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ کَالْفِطْرَۃِ۔ ایک شخص مرا اور اس کے ذمے نمازیں فوت شدہ ہیں۔ اور وصیت کی کفارہ دینے کی۔ دیا جائے ہر نماز کیلئے آدھا صاع گیہوں مانند فطر کے وَکَذَا حُکْمُ الْوِتْرِ وَالصَّوْمِ وَاِنَّمَا مِنْ ثُلُثِ مَالِہٖ۔ وَلَمْ یَتْرُکْ مَالًا یَسْتَقْرِضُ وَارِثُہٗ نِصْفَ صَاعٍ مَثَلًا وَیَدْفَعُہٗ لِفَقِیْرٍ ثُمَّ یَدْفَعُہُ الْفَقِیْرُ لِلْوَارِثِ ثُمَّ وَثُمَّ حَتّٰی یَتِمَّ۔ اور ایسا ہی حکم ہے وتر اور روزہ کا۔ یعنی ان میں سے ہر ایک کے عوض صدقہ فطر کے مانند دینا چاہیئے۔ اور اگر میت نے کچھ مال نہ چھوڑا ہو۔ یا اتنا نہ ہو۔ کہ نمازوں کے کفارہ کو کافی ہو۔ تو میت کا کا وارث یہ تدبیر کرے کہ نصف صاع گیہوں مثلاً قرض لے۔ اور اس کو فقیر کے حوالے کرے۔ پھر فقیر[۱] وہ گیہوں وارث کو ہبہ کر دے۔

[۱] فقیر کو لازم ہے۔ کہ وہ خود غرضی اور لالچ سے کام نہ لے۔ خواہ

(باقی حاشیہ صفحہ ۲۸ پر)

اور وارث پھر فقیر کو دیدے۔ اسی طرح اتنی بار داو دستار ہو کہ کفارہ تمام ہو جائے۔ مفاتیح الاوطار جلد اول طبع پنجم ۲۳۶،

الغرض یہ مسئلہ فتاوی برہنہ جلد اول ص۲۳ باب ۲۲ اور اک فریضہ میں اور جامع الرموز جلد اول ص ۱۶۱/۱۶۲ کتاب الصوم فصل موجب افساد میں اور فقہ کی دوسری معتبر کتابوں میں درج ہے۔ جن کے لکھنے کی یہاں گنجائش نہیں۔ ثبوت کیلئے اسی قدر کافی ہے۔

بقیہ حاشیہ ص۲۷ وہ خود کس قدر حاجتمند ہو۔ دوسرے کی حاجت کو مقدم رکھے۔ اسی کا نام ایثار ہے۔ جو اسلام کا ایک قابل فخر اور امتیازی نشان ہے۔ صحابہ میں ایثار اسقدر موجود تھا۔ کہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ان کی تعریف کی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ پ۲۸ ع۴۔ وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں۔ گو وہ خود تنگدست ہوں۔

اس آیت کے نیچے تفسیر قادری میں لکھا ہے۔

اسباب النزول میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔ کہ ایک سری بھونی ہوئی کسی فقیر صحابی کے واسطے کوئی شخص لایا۔ ان صحابی نے دوسرے مسلمان کو جو ان سے زیادہ محتاج تھا بھیجدی۔ اس نے تیسرے پر ایثار کی۔ اسی طرح تو محتاجوں نے دوسرے پر ایثار کی۔ یہانتک کہ پھر پہلے کے پاس پہنچ گئی۔) یہ آیت ان دل کے غنی فقیروں کی شان میں نازل ہوئی۔ تفسیر قادری۔ باقی حاشیہ ص۲۹ پر ملاحظہ ہو۔

اسقاط کا طریق

فتاوی برہنہ میں لکھا ہے۔

وکیفیت آنست کہ از عمر مرد و زن دوازدہ و نہ سال افگند۔ واز جہت بقیہ دعمر، مال بیک بار دہد۔ واگر کفایت نکند۔ آنچہ باشد دہد۔ و فقیر بعد از قبض بوے بخشد۔ وہمچنیں باشد۔ کہ دافع ہر بار گوید۔ کہ ایں از برائے فدیہ فلاں بن فلاں متوفی مے دہم۔ و او گوید۔

اور طریقہ یہ ہے۔ کہ مرد کی عمر سے بارہ سال اور عورت کی عمر سے نو سال چھوڑ دے۔ اور باقی عمر کی طرف سے مال یکبارگی دے۔ اور اگر مال پورا نہ ہو۔ تو جو کچھ ہووے۔ اور فقیر قبضہ کرنیکے بعد اس (وارث) کو بخشے۔ اور اسی طرح چاہیئے۔ کہ دینے والا ہر بار کہے۔ کہ یہ مال، فلاں بن فلاں فوت شدہ کے فدیہ میں دیتا ہوں۔ اور وہ لینے والا

بقیہ حاشیہ ص۲۸ ایثار کا انحصار صحابہ پر ہی نہیں بلکہ بعد میں آنے والے مسلمان بھی ایثار کا مجسمہ تھے۔ چنانچہ تفسیر مواہب الرحمن میں لکھا ہے۔ کہ بعد صحابہ کے تابعین کے اخیر طبقہ میں ایک واقعہ ہوا۔ کہ محمد بن اسحاق امام محدث کو تکلیف تھی۔ اتفاق سے عید کے روز خالی ہاتھ تھے۔ کہ کہیں سے ایک تھیلی داموں کی ان کے پاس ہدیہ آئی۔ ہنوز گھر میں داخل نہ ہوئے تھے۔ کہ ایک دوست نے آدمی بھیجا۔ کہ کچھ ہو۔ تو بھیجدو۔ انہوں نے وہی تھیلی اس کے پاس بھیجدی

(باقی حاشیہ ص۳۱ پر)

قبول کردم۔ کہے۔ کہ میں نے قبول کیا۔

(فتاویٰ برہنہ جلد اول ص۳۴ باب ۲۲۔ ادراک فریضہ،

فتاویٰ جامع الفوائد میں لکھا ہے۔

اگر شخصے بمیرد۔ برائے فدیہ او ہفت چیز جمع کند قدرے زر و نقرہ و مس و قرآن۔ و پارچہ و جامہ و غلہ۔ قند جمع نمودہ وارث او بگوید، خداوندا! فلاں ترک فرض و واجب و سنت کردہ باشد۔ و دریں حالت قضائے آں ممکن نیست و ہرچہ حرام و مکروہ ہست بجا آوردہ باشد۔ از توبہ آں عاجز است۔ اگرچہ عمر او چہل و زیادہ۔ ہمیں ہفت روز باز گردد۔ ایں ہفت چیز بمقابلہ تقصیرات ہفت روز میدہم۔ و شخص دیگر قبول کند۔

اگر کوئی شخص مر جائے۔ اس کے فدیہ کیلئے سات چیزیں جمع کرے۔ کسی قدر سونا۔ چاندی۔ تانبہ۔ قرآن کپڑے۔ غلہ اور قند جمع کر کے اس کا وارث کہے۔ اے خداوند! فلاں (متوفی) نے فرض اور واجب اور سنت ترک کیے ہونگے۔ اور اس حالت میں انکی قضا اس سے ممکن نہیں ہے۔ اور جو کچھ حرام و مکروہ (امر) ہیں۔ ان کا مرتکب ہوا ہوگا۔ انکے توبہ کرنے سے عاجز ہے۔ اگرچہ اسکی عمر چالیس سال ہے۔ اور زیادہ یہی سات دن اس کی عمر میں بار بار آتے ہیں۔ یہ سات چیزیں سات دنکی تقصیرات کے عوض دیتا ہوں اور دوسرا شخص قبول کرے۔

خدا تعالیٰ آن میت را در اول شب گور در باغ بہشت کند۔	خدا تعالیٰ اس میت کو پہلی رات میں قبر کو باغ بہشت بنائے۔

(فتاوی جامع الفوائد ص ۶۶)

اسقاط کا وقت

اسقاط کرنا دفن میت سے پہلے بھی جائز ہے۔ اور بعد بھی چنانچہ جامع الرموز میں ہے۔

وینبغی ان یفدی قبل الدفن وان جاز بعدہٗ۔ جامع الرموز جلد اول ص ۱۶۱	اور لائق ہے۔ کہ فدیہ دفن کرنے سے پہلے دیا جائے۔ اور اگر اس کے بعد دیا جائے۔ تو بھی جائز ہے

فتاویٰ برہنہ میں ہے۔

باید کہ فدا قبل از دفن بود۔ و بعد او نیز رواست۔ (فتاوی برہنہ جلد اول ص ۳۴۷)	چاہیئے کہ فدیہ دفن کرنے سے پہلے دیا جائے۔ اور اس کے بعد بھی جائز ہے۔

بقیہ حاشیہ ص ۲۹ اور اس سے تیسرے دوست لینے مانگا۔ تو اس نے وہی تھیلی دیدی۔ اسی طرح پھر وہی تھیلی محمد بن اسحاق کے پاس واپس پہنچی۔ تو متعجب ہوئے اور اسی وقت دوست سے دریافت کیا۔ الغرض یہ سب قصہ کھلا۔ اور سلطان نے سب کو یا محمد بن اسحاق کو جائزہ دیا۔ (مواہب الرحمٰن پ ۲۸ ص ۱۳۵ زیر آیت مذکورہ نا تمم)

کیا اسقاط کا تمام فدیہ ایک شخص کو دینا جائز ہے

اسقاط کا تمام فدیہ ایک آدمی کو دینا بھی جائز ہے۔ چنانچہ:۔

جامع الرموز میں ہے۔

لو دفع الی فقیر جملۃ جاز۔ (جلد اول ص۱۶۲)	اگر ایک فقیر کو تمام فدیہ دیا جائے تو جائز ہے۔

فتاوی برہنہ میں ہے۔

اگر ہمہ یک فقیر را دید۔ رواست۔ اما اگر از یک نماز برائے دو فقیر دہد روا نہ۔ (جلد اول ص۲۴۳۔ باب ادراک فریضہ)	اگر تمام فدیہ ایک فقیر دیدے۔ تو جائز ہے۔ لیکن اگر ایک ہی نماز کا فدیہ ہو۔ تو دو فقیروں کو دینا جائز نہیں۔

ایسا ہی فتاوی عالمگیر اور دوسری کتب فقہ میں بھی لکھا ہے۔

کیا اسقاط کا مال امام مسجد کو دینا جائز ہے

اگر امام مسجد غریب ہو۔ یا امام مقرر کرتے وقت اس سے وعدہ کیا گیا ہو۔ کہ اوقاف اور صدقات وغیرہ کا مال اسی کا حق ہوگا۔ جیسا کہ آج کل رواج ہے۔ تو جائز ہے۔ چنانچہ فتاوی اصول العماری اور ذخیرۃ الصراط میں ہے۔

اذا عینوھم لاماھم شیئًا من	جو لوگ اپنے امام کے ساتھ اوقاف

اوقاف والصدقات والهدایا وغیرها ولزمهم اداءها۔ (سلطان الفقہ جلد ۱ ص ۱۸ طبع اول)	صدقات اور ہدایا وغیرہ سے کسی چیز کا وعدہ کریں۔ تو اس کی ادائیگی ان پر لازم ہے۔

اور فتاویٰ جواہر ص ۲۳۶ میں لکھا ہے۔ کہ معلم ومتعلم کی خدمت اہل اسلام پر واجب ہے۔ عبارت یہ ہے۔

من اشتغل بتعلیم العلم واجب علی المسلمین کفالۃ و اذا کان العالم والمتعلم فی بلد لیس لہ من البیت المال وظیفۃ یجب علی الاغنیا تلک بلدۃ نفقتہ و کسوتہا۔ (سلطان الفقہ جلد ص ۱۸ طبع اول)	جس شخص کا شغل پڑھنا پڑھانا ہو مسلمانوں کو اس کی کفالت واجب ہے۔ اور جب شہر میں کوئی عالم اور متعلم ہو۔ اور بیت المال سے اس کا وظیفہ مقرر نہ ہو۔ تو اس شہر کے دولتمندوں پر اسکو روٹی اور کپڑا وغیرہ دینا یا اس کیلئے خرچ دینا واجب ہے۔

اسقاط کے متعلق بعض اعتراضات کے جوابات

پہلا اعتراض۔ یہ ہے۔ جو بڑے زور شور سے کیا جاتا ہے کہ اسقاط بدعت ہے۔ کیونکہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ نہ کسی صحابی سے۔

جواب۔ معترضین نے عدم تدبر سے کام لیا ہے۔ ورنہ اسقاط

کو بدعت نہ کہتے۔ کیونکہ بدعت وہ ہوتی ہے۔ جسکی اصل کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ میں موجود نہ ہو۔ اور اسقاط کی اصل تو نص صریحہ اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔

وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ۔ پ ۲ ع

اور ان لوگوں پر جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ فدیہ ہے۔ مسکین کو کھانا کھلائیں۔

بخاری میں ہے۔ واما الشیخ الکبیر اذا لم یطق الصیام فقد اطعم۔

بہت بوڑھا آدمی جب روزہ کی طاقت نہ رکھے۔ تو مسکین کو کھانا کھلاوے۔

(بخاری کتاب التفسیر باب قولہ ایّاماً مّعدودات)

معترض کہ سکتا ہے۔ کہ یہ تو زندہ کیلئے فدیہ کا حکم ہے۔ مردہ کی طرف سے فدیہ کا حکم نہیں۔ مگر سنئے مردہ کی طرف سے بھی فدیہ کا حکم موجود ہے۔ مشکوۃ میں ہے۔

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ

نافع رضؓ نے حضرت ابن عمرؓ سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا جو شخص مر جائے۔ اور اس کے ذمے ماہ رمضان کے روزے ہوں۔ پس چاہیئے۔ کہ اس کی طرف سے

مِسْكِيْنًا ۔ رواہ الترمذی (مشکوٰۃ باب القضا۔ فصل ثانی،	ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے عمل سے بھی اسقاط و فدیہ دینا ثابت ہے۔ اول تو وہ احکام شرعیہ کی بجاآوری میں خود ہمہ تن کوشش کرتے لیکن اگر کوئی شخص خود بجالانے کی طاقت نہ رکھتا۔ تو اس کا فدیہ دیتا چنانچہ بخاری میں ہے۔

انس بعد ما کبر عاماً او عامین کل یوم مسکینا خبزا ولحما وافطر بخاری کتاب التفسیر باب قولہ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ)	حضرت انس رضی اللہ عنہ بوڑھا ہو جانے کے بعد ایک سال یا دو سال ہر روز مسکین کو روٹی اور گوشت کھلاتے اور خود روزہ نہ رکھتے تھے

اگر کوئی صحابی ایسی حالت میں فوت ہو جاتا۔ کہ اس کے ذمے کوئی حق رہ جاتا۔ تو اس کے وارث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھکر فوراً اس کی تلافی کر دیتے۔ جیسا کہ کتب احادیث میں مسطور ہے۔ مثال کے طور پر چند ایک روایتیں نقل کیجاتی ہیں۔

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ کہ میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی۔ اور وہ مرگئی ہے۔ اب کیا جائے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر اس کے ذمے قرض ہوتا۔ تو کیا تو

لے ادا کرتا ؟ اس نے کہا ہاں ۔ آپ نے فرمایا ۔ پس تو اس کی طرف سے ، خدا کا قرض ادا کر ۔ جو ادا ہونے کا زیادہ حق رکھتا ہے ۔
(مشکوٰۃ ۔ کتاب المناسک ۔ فصل اول)

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ کہ سعد بن عبادہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نذر کے متعلق فتویٰ پوچھا ۔ کہ میری ماں مرگئی ہے ۔ اور اس کے ذمے نذر ہے ۔ آپ نے فرمایا ۔ تو اس کی طرف سے ادا کر ۔ (مشکوٰۃ باب النذور فصل اول)

(۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ۔ کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میری ماں اچانک مرگئی ہے میں گمان کرتا ہوں ۔ کہ اگر وہ بولتی ۔ تو صدقہ کرتی ۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ دوں ۔ تو اس کو اجر ملیگا ۔ آپ نے فرمایا ۔ ہاں ۔
(مشکوٰۃ ۔ باب تتمہ افضل الصدقہ فصل اول)

اس قسم کی سینکڑوں روایات حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں ۔ اور ان سے مندرجہ ذیل فائدے مرتب ہوتے ہیں ۔

اول یہ ۔ کہ میت کے ذمے اگر کوئی امر شرعی واجب الادا ہو ۔ تو اس کے وارثوں کو اس کا ادا کرنا یا فدیہ یا کفارہ دینا نہایت ضروری ہے ۔ اور یہی اسقاط ہے ۔

دوم یہ ۔ کہ میت کے ذمے جو حقوق ہوتے ہیں ۔ وہ وارثوں کے ادا کرنے یا فدیہ یا کفارہ دینے سے ساقط ہو جاتے ہیں ۔

سوم یہ - کہ میت کیلئے اسقاط کرنے اور صدقہ دینے سے اس کو نفع اور ثواب پہنچتا ہے۔

دوسرا اعتراض ۔ یہ کیا جاتا ہے۔ کہ روزے کا فدیہ تو قرآن مجید اور حدیث شریف سے مان لیا۔ نماز کا فدیہ کہاں لکھا ہے؟

جواب ۔ یہ اعتراض بھی کم فہمی اور ناواقفی پر مبنی ہے۔ ورنہ کون نہیں جانتا ؟ کہ جیسا روزہ فرض ہے ویسے ہی نماز بھی فرض ہے۔ پس جب روزے کا فدیہ قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہے۔ تو نماز کے فدیہ کیلئے بھی وہی ثبوت کافی ہے۔ کیونکہ دونوں کی فرضیت میں کوئی فرق نہیں ۔ اور فقہاء رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے بھی اسی دلیل سے نماز کا فدیہ مقرر کیا ہے۔ چنانچہ شرح وقایہ میں ہے۔

والفدیۃ لکل صلوٰۃ کصوم یوم وھو الصحیح ۔	اور فدیہ ہر نماز کا مثل ایک دن کے روزے کے ہے۔ اور یہ صحیح ہے۔

(شرح وقایہ ۔ کتاب الصوم ۔ باب موجب الافساد)

اور حدیث شریف سے بھی ثابت ہے۔ کہ روزہ کی طرح نماز کا بھی فدیہ ہے۔ جیساکہ آگے آتا ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ ۔

تیسرا اعتراض ۔ یہ کیا جاتا ہے۔ کہ بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مَنْ مَاتَ وَعَلَیْہِ صَوْمٌ صَامَ	کہ جو شخص مر جائے ۔ اور اس کے

عَنْهُ وَلِيُّهُ۔

ذمے روزہ ہو۔ تو اس کا وارث اسکی طرف سے روزہ رکھے۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ روزے کا بدلہ روزہ ہے نہ فدیہ

جواب ۔ یہ حدیث اور ایسی دوسری حدیثیں آیت فدیہ سے منسوخ ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔

كَلَامِي لَا يَنْسَخُ كَلَامَ اللّٰهِ وَكَلَامُ اللّٰهِ يَنْسَخُ كَلَامِي۔ مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ فصل سوم۔

میرا کلام خدا تعالیٰ کے کلام کو منسوخ نہیں کرتا۔ اور خدا تعالیٰ کا کلام میرے کلام کو منسوخ کر دیتا ہے۔

اور ایک جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ، کا فتویٰ بھی اس حدیث کے خلاف موجود ہے۔ اور یہ کبھی گمان ہی نہیں ہو سکتا۔ کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے خلاف فتویٰ دیا ہو۔ اور وہ فتویٰ یہ ہے۔

عَنْ مَالِكٍ بَلَغَهُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُسْأَلُ هَلْ يَصُومُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ أَوْ يُصَلِّي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ فَيَقُولُ لَا يَصُومُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ وَلَا يُصَلِّي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ۔ رَوَاهُ فِي الْمُوَطَّا۔

حضرت امام مالک سے روایت ہی آپکو معلوم ہوا۔ کہ حضرت ابن عمر رض سے پوچھا گیا۔ کہ کیا کوئی شخص دوسرے کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے، یا دوسرے کی طرف سے نماز پڑھ سکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا۔ کہ کوئی شخص کسی کی طرف سے نہ روزہ رکھ سکتا ہے۔

مشکواۃ باب القضا۔ فصل سوم

نہ نماز پڑھ سکتا ہے۔ امام مالک نے اسکو موطا میں روایت کیا۔

عبدالرزاق کی روایت میں اس روایت سے آگے یہ الفاظ زیادہ ہیں

وَلٰكِنْ اِنْ كُنْتَ فَاعِلًا تَصَدَّقْتَ عَنْهُ اَوْ اَهْدَيْتَ۔ رواہ عبدالرزاق فی کتاب الوصایا (نصرۃ الحق صنہ)

اور اگر تو کرنیوالا ہو یا کرنا چاہے۔ تو تو اسکی طرف سے صدقہ کر سکتا ہے یا ہدیہ دے سکتا ہے۔ عبدالرزاق نے اسکو کتاب الوصایا میں روایت کیا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت بھی اس فتوی کی مؤید ہے۔ جو یہ ہے۔

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّيْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَلَا يَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَلٰكِنْ يُطْعِمُ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مُدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ۔ رواہ نسائی فی سنن کبری (نصرۃ الحق صنہ)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص کسی طرف سے نماز نہ پڑھے اور کوئی کسی طرف سے روزہ نہ رکھے لیکن اس کی طرف سے کھانا کھلاوے۔ ہر دن کے بدلے دو مد گیہوں۔ اس کو نسائی نے سنن کبریٰ میں روایت کیا۔

ان حوالجات سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے۔

اول یہ کہ معترض کی پیش کردہ حدیث منسوخ ہے۔

دوم یہ کہ جس طرح روزہ کا فدیہ ہے۔ اسی طرح نماز کا بھی فدیہ ہے۔ کیونکہ مذکورہ بالا دونو حدیثوں میں نماز اور روزہ کے عوض دونو کے فدیہ کا ذکر ہے۔

چوتھا اعتراض یہ کیا جاتا ہے۔ کہ اسقاط ایک حیلہ ہے اور حیلہ کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں۔ لہذا یہ ناجائز ہے۔

جواب۔ یہ اعتراض بھی قلت تدبر پر مبنی ہے۔ ورنہ اسقاط تو حیلہ نہیں۔ بلکہ نمازوں اور روزوں کا فدیہ ہے۔ جو واجب الاداء ہے جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے۔ ہاں البتہ فدیہ کا مال پورا نہ ہونے یا میت کے ترکہ نہ چھوڑنے کی صورت میں فدیہ کی کمی پورا کرنیکے لئے جو تدبیر کیجاتی ہے۔ وہ حیلہ ہے۔ جو شرعاً جائز ہے۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ مزید تسلی کیلئے دو حوالے اور پیش کئے جاتے ہیں۔ فتاوی عالمگیر میں ہے۔

اذا اراد ان یودی الفدیة عن صوم ابیه او صلوته و هو فقیر فانه یعطی منوین من الحنطة فقیرا ثم یستوهبه ثم یعطیه هکذا الی ان یتم۔ کذا فی الفتاوی السراجیة	اگر کوئی شخص ارادہ کرے۔ کہ اپنے باپ کے جو مر گیا ہو، کے روزے یا نمازوں کا جو اس کے ذمے قضا ہیں، فدیہ ادا کرے۔ اور وہ فقیر ہو۔ تو وہ دو سیر گیہوں ایک فقیر کو دے۔ پھر اس سے بطور ہبہ مانگ لے۔ پھر فقیر کو دیدے۔ اسی طرح یہاں تک کیا جائے۔ کہ سب روزے اور

(فتاویٰ عالمگیر جلد ۴ ۔ کتاب الحیل فصل ۴ صفحہ ۳۷۵ عربی مطبوعہ نولکشور ۱۴۴۰۱۱۳۲۸)	نمازوں کا فدیہ پورا ہو جائے ۔ یہ فتاویٰ سراجیہ میں ہے ۔

اسی طرح حافظ محمد صاحب غیر مقلد لکھو کی والے نے اپنی کتاب زینت الاسلام حصہ دوم صفحہ ۳۴ پر لکھا ہے ۔

وارث لئے فرض جو فدیہ صوم صلوٰۃ تمامی
تریجا حصہ ترکیاں دیوین مسکیناں انعامی
جے سارا فدیہ طاقت ناہیں حیلہ ایہ کچیوے
کل نمازاں روزے فدیہ کنک حساب گنیوے
فیر کنک ساری دی قیمت موجب کرنے جمع روپئے
جے سٹھ روپیہ بنیاں مثلاً پیر پھر کوئی لیوے
قیمت جسدی پنج روپئے اک فقیر نے دیوے
موڑ فقیر وارث نوں بخشے پھر اسنوں بخشیوے
جد باراں واری ایویں کرسن سٹھ روپیہ تھیوے
ایہ حیلہ شرعی کچیوے میت نشانہ او بخشیوے

رہا حیلہ کے جواز کا ثبوت ۔ سو اس کے متعلق فتاویٰ عالمگیر میں کتاب الحیل کے نام سے ایک مستقل باب باندھا ہے ۔ جس کے شروع میں ہی یہ عبارت لکھی ہے ۔

من مذهب علمائنا ان كل حيلة يحتال بها الرجل	ہمارے علماء کا مذہب یہ ہے کہ ہر حیلہ جس کو آدمی اس واسطے کرتا

لابطال حق الغیر او لادخال شبهة فیه او لتمویه باطل فهی مکروهة وکل حیلة یختال بها الرجل یتخلص بها عن حرام او لیتوصل بها الی حلال فهی حسنة والاصل فی جواز هذا النوع من الحیل قول اللہ تعالیٰ وَخُذْ بِیَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهٖ وَلَا تَحْنَثْ وهذا تعلیم المخرج لایوب النبی علیٰ نبینا وعلیه الصلوٰة والسلام عن یمینه التی حلف لیضربن امراته مائة عود وعامة المشائخ علی ان حکمها لیس بمنسوخ وهو الصحیح من المذهب۔

ہے۔ کہ اس سے غیر کا حق باطل ہو جائے۔ یا اسمیں کوئی شبہ پیدا ہو جائے یا بغرض تمویہ باطل کرتا ہے۔ تو وہ مکروہ کرتا ہے۔ اور ہر حیلہ جس کو آدمی اس لئے کرتا ہے۔ کہ حرام سے خلاص ہو۔ یا اس کے وسیلہ سے حلال تک پہنچ جاوے۔ تو یہ روا ہی اور اس قسم کے حیل کے جواز کے واسطے اصل یہ ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ وخذ بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا تحنث یعنی اپنے ہاتھ میں ایک ضغث (بہاری) لیکر ایک بار مار دے۔ اور قسم میں جھوٹا نہ ہو۔ اور یہ حضرت ایوب علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰة والسلام کیواسطے تعلیم تھی۔ کہ اپنی قسم میں جھوٹے نہ ہونے پاویں۔ انہوں نے قسم کھائی تھی۔ کہ اپنی جورو کو سو عود مارونگا۔ اور عامہ مشائخ کے نزدیک اس کا حکم منسوخ نہیں

کذا فی الذخیرہ ۔ | ہے ۔ اور یہی مذہب صحیح ہے ۔

(فتاویٰ عالمگیر جلد چہارم ۔ کتاب الحیل فصل اول ص۵۳۵)

پس ثابت ہوا کہ نیک حیلہ شریعت میں جائز ہے ۔ فہو المراد ۔

پانچواں اعتراض ۔ یہ کیا جاتا ہے کہ اسقاط میں صدقہ کا بار بار لین دین جو کیا جاتا ہے ۔ یہ ناجائز ہے ۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے ۔ کہ صدقہ دیکر واپس نہیں لینا چاہیئے ۔

جواب ۔ بیشک یہ صحیح ہے ۔ کہ صدقہ دیکر واپس لینا گناہ ہے ۔ مگر یہاں معترض کو غلط فہمی ہوئی ہے ۔ اسقاط میں صدقہ واپس نہیں لیا جاتا ۔ بلکہ جس شخص کو صدقہ دیا جاتا ہے ۔ وہ قبول کر کے اپنی طرف سے دوسرے شخص کو صدقہ یا ہدیہ دیدیتا ہے ۔ اور یہ ناجائز نہیں ہے معترض کہتا ہے کہ صدقہ لینے والا خود بخود اپنے ارادہ سے دوسرے شخص کو صدقہ نہیں دیتا ۔ بلکہ ملاں کے کہنے پر دیتا ہے ۔ لہذا یہ ناجائز ہے

میں کہتا ہوں ۔ کہ شریعت کا سلسلہ ہی امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر مبنی ہے ۔ قرآن مجید میں ہے ۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ ع

اور تم میں ایک ایسا گروہ بھی ہونا چاہیئے ۔ جو لوگوں کو نیک کاموں کی طرف بلائیں ۔ اور اچھے کام کرنے کو کہیں اور برے کاموں سے منع کریں

پس کسی شخص کے کہنے سے بھی کسی نیک کام پر عمل کرنا ناجائز نہیں ہے۔ بلکہ کہنے والا بھی ثواب پاتا ہے۔ اور اس پر عمل کرنیوالے کو بھی ثواب ملتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مٹی دم کر کے قبر میں رکھنا!

میت کی آسائش اور عذاب سے بچاؤ کیلئے مٹی دم کر کے قبر میں رکھنا بھی جائز ہے۔ فتاوی برہنہ میں ہے۔

در مسعودی گفتہ کہ ہر کہ مشتے از خاک برگیرد۔ و بروے چیزے از قرآن خواند۔ و در گور او افگند۔ بعدد ہر ذرہ او را نیکی نویسند۔ و میت را ازاں آسائشے باشد۔

مسعودی میں لکھا ہے۔ کہ جو شخص مٹھی بھر مٹی لیکر اس پر قرآن مجید سے کچھ آئتیں پڑھ کر دم کرے۔ اور اس کو قبر میں رکھے۔ تو ہر ذرہ کی مقدار میں اسکی نیکی لکھی جاتی ہے اور میت کو اس سے آسائش ہوتی ہے

(فتاوے برہنہ ص۳۷۴ باب الجنائز)

دفن کرنیکے بعد میت کیلئے دعا مانگنا

دفن کرنے کے بعد میت کیلئے دعا مانگنا ضروری ہے۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اور ارشاد ہے۔

قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ | کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب

إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ ثُمَّ سَلُوا لَهُ بِالتَّثْبِيتِ فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ۔

رواہ ابو داؤد۔ مشکوٰۃ۔ باب اثبات عذاب القبر۔ فصل دوم)

میت کے دفن کرنے سے فارغ ہوتے تو اس کے نزدیک ٹھہرتے اور (صحابہ کو) فرماتے کہ اپنے بھائی کیلئے دعائے مغفرت کرو۔ اور اللہ سے سوال کرو۔ کہ اسکو ایمان پر ثابت رکھے۔ اسلئے کہ وہ اس وقت سوال کیا جاتا ہے۔

دفن کے بعد قبر پر ختم پڑھنا

میت کے دفن کرنے کے بعد قبر پر تھوڑی دیر بیٹھنا۔ ختم پڑھنا اور میت کیلئے دعا مانگنا جائز ہے چنانچہ درمختار میں ہے

ویستحب جلوس ساعة بعد دفنه لدعاء وقراءة۔

(در مختار۔ کتاب الجنائز)

میّت کے دفن کرنیکے بعد دعا اور قرات (ختم پڑھنا) کیلئے اس کی قبر پر ایک ساعت تک بیٹھنا مستحب ہے۔

غایۃ الاوطار جلد اول ص۳۲۷ باب صلوٰۃ الجنازہ میں ہے۔

"حضرت ابن عمرؓ بعد دفن کے قبر پر شروع سورہ بقر اور اس کے خاتمہ کا پڑھنا مستحب جانتے تھے"۔

شرح صدور میں ہے۔

واخرجه ابوالقاسم سعد بن | ابوالقاسم سعد بن علی الزنجانی نے

علی الزنجانی فی فوائدہ عن ابی هریرة رض قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من دخل المقابر ثم قرء فاتحه الکتاب وقل هو الله احد والهکم التکاثر ثم قال اللهم انی جعلت ثواب ما قرأت من کلامك لاهل المقابر من المومنین والموسنات کانوا شفعاء له الی الله تعالی ۔
(شرح صدور باب فی قرات القرآن للمیت الخ)

اپنے فوائد میں حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ جو شخص قبرستان میں جاوے ۔ اور پھر سورۃ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد اور الہکم التکاثر پڑھے ۔ اور پھر کہے ۔ کہ یاالہی! جو کچھ میں نے تیرے کلام سے پڑھا ہے اس کا ثواب میں اس قبرستان کے مومن مردوں اور عورتوں کو بخشا ۔ تو وہ خدا تعالی کی بارگاہ میں اس کیلئے شفاعت کریں گے ۔

قبر پر قرآن مجید پڑھنے بٹھانا

چند لوگوں کا مقرر کر دینا ۔ کہ وہ قبر پر بیٹھکر قرآن مجید پڑھا کریں ۔ اور اس کا ثواب میت کو پہنچائیں جائز ہے ۔ (علم الفقہ جلد ۲ ص ۲۳)

شرح صغیری میں ہے ۔

واختلف فی اجلاس القاریین عند القبر والمختار

اور قبر پر قاریوں کے بیٹھنے میں اختلاف ہے ۔ مگر مختار یہ ہے کہ

عدم الکراهیة	مکروہ نہیں ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

قراءة القرآن عند القبور عند محمد رحمه الله لا یکرہ ومشائخنا رحمهم الله اخذوا بقوله وهل ینتفع والمختار انه ینتفع۔ کذا فی المضمرات۔	قبروں کے پاس قرآن کا پڑھنا امام محمد رحمۃ اللہ کے نزدیک مکروہ نہیں اور ہمارے مشائخ رحمہم اللہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ اور مختار یہ ہے۔ کہ میت کو اس سے نفع ہوتا ہے۔ یہ مضمرات میں لکھا ہے۔

(فتاویٰ عالمگیر جلد اول باب ۲۱ نماز جنازہ فصل ۶ ص ۱۳۳)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی قبر پہ قرآن مجید پڑھنا جائز ہے۔ چنانچہ شرح صدور میں ہے۔

قال الزعفرانی سألت الشافعی رحمة الله عن القراءة عند القبر فقال لا باس (شرح صدور باب فی قراة القرآن للمیت او علی القبر)	زعفرانی نے کہا۔ کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ سے قبر پر قرآن مجید پڑھنے کی بابت پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اسمیں کوئی حرج نہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی جائز ہے۔

شرح صدور میں ہے۔

وکان الامام احمد بن حنبل	اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ

ينكر ذالك اولاً حيث لم يبلغه فيه اثر ثم رجع حين بلغ۔ (شرح صدور باب مذکور)	اول تو اس کا انکار کرتے تھے۔ کیونکہ ان کو اس میں اثر نہ پہنچا تھا۔ پھر جب ان کو اثر پہنچ گیا۔ تو انہوں نے اس سے رجوع کر لیا۔

قبر پر قرآن مجید پڑھنا انصار کا معمول تھا۔ چنانچہ شرح صدور میں ہے۔

اخرج الخلال في الجامع عن الشعبي قال كانت الانصار اذا مات لهم الميت اختلفوا الى قبره يقرؤن له القرآن۔ شرح صدور باب في قرأت القرآن للميت الخ	خلال نے جامع میں امام شعبی رح سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ جب انصار میں سے کوئی شخص مر جاتا تھا۔ تو وہ اس کی قبر کی طرف جاتے تھے۔ اور اس کے لئے قرآن مجید پڑھتے تھے۔

سلف صالحین کا عمل بھی اسی پر تھا۔ چنانچہ شرح برزخ میں ہے

اَنَّ التَّصَدُّقَ لِرُوحِ الْمَيِّتِ قَبْلَ الدَّفْنِ سُنَّةٌ وَخَتْمٌ لَهُ الْقُرْاٰنَ لَكَانَ جَائِزًا يُرْجىٰ فِيهِ نَجَاتُ الْمَيِّتِ وَكَانَ السَّلَفُ عَلٰى ذَالِكَ (ترجمہ شرح برزخ ص ۱۲۳)	روح میت کیلئے صدقہ کرنا دفن سے پہلے سنت ہے۔ اور اس کے لئے قرآن مجید کا ختم کرنا۔ بھی جائز ہے۔ کہ اس سے میت کی بخشش کی امید کی جاتی ہے۔ اور سلف صالحین کا عمل اسی پر تھا۔

میت کو قرأت اور استماع دونوں کا ثواب پہنچتا ہے۔ بشرح صدور میں ہے۔

قال القرطبی وقد قیل ان ثواب القرأۃ للقاری و للمیت ثواب الاستماع ولذلک تلحقہ الرحمۃ قال اللّٰہ تعالیٰ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ قال ولا یبعد فی کرم اللّٰہ تعالیٰ ان یلحقہ ثواب القرأۃ والاستماع معاً وثواب مایھدی الیہ من القرأت وان لم یسمع کالصدقۃ والدعا (شرح صدور باب فی قرأۃ القرآن للمیت)

قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ اور بعض نے کہا ہے۔ کہ قرأت کا ثواب قاری کو ہے۔ اور سننے کا ثواب میت کو اور اسی سبب سے اس کو رحمت لاحق ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا "جب قرآن شریف پڑھا جاوے۔ تو اس کو سنو۔ اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے" کہا کہ خدا تعالیٰ کی بخشش سے یہ بھی بعید نہیں ہے کہ میت کو قرأت اور استماع دونوں کا ثواب پہنچتا ہو۔ جو قرأت قرآن سے اسکو ہدیہ بھیجا جائے۔ اگرچہ وہ نہ سنے جیسے صدقہ اور دعا کا ثواب پہنچتا ہے۔

قبر پر جمعرات تک قرآن مجید پڑھنا

قبر پر قرآن مجید پڑھنے کی برکت سے میت پر عذاب نہیں ہوتا۔

یہاں تک کہ جمعرات آجاتی ہے۔ اور جمعرات کو اس سے عذاب منقطع ہو جاتا ہے۔ اور پھر قیامت تک اس کی طرف عود نہیں کرتا چنانچہ شرح صدور میں ہے۔

واما المسلم العاصی فانہ یعذب فی قبرہ لکن یرفع عنہ یوم الجمعۃ ولیلتھا ثم لا یعود الیہ الی یوم القیمۃ۔ (شرح صدور باب العذاب یرفع یوم الجمعۃ)

اور مسلمان گنہگار سو وہ اپنی قبروں میں عذاب دیئے جاتے ہیں۔ لیکن جمعہ کے دن اور جمعرات کو اس سے عذاب اٹھایا جاتا ہے۔ اور پھر قیامت تک اس کی طرف عود نہیں کرتا۔

ماتم پر بیٹھنا

ماتم پر میت کے غم میں غمگین بیٹھنا۔ رونا اور آنسو بہانا۔ تین دن تک جائز ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔ چنانچہ نسائی میں ہے۔

عَنْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنِ جَعْفَرَ قَالَ اَمْهَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ آلَ جَعْفَرَ ثَلٰثَۃً اَنْ یَاْتِیَھُمْ ثُمَّ اَتَاھُمْ فَقَالَ لَا تَبْکُوْا عَلٰی اَخِیْ

عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آل جعفر کو جب کہ جعفرؓ کے فوت ہونے کی مصیبت آن پڑی (رونے اور رنج کرنے کیلئے) تین

بَعْدَ الْیَوْمِ ۔

ن ی ۔ کتاب الزینت ۔
ذکر الفطرت ۔

دن کی مہلت دی۔ پھر تیسرے دن، آپ اُن کے پاس تشریف لائے ۔ اور فرمایا کہ آج کے بعد میرے بھائی پر نہ رونا ۔

ماتم میں پیٹنا۔ کپڑے پھاڑنا اور بین کرنا جائز نہیں۔ حدیث شریف میں ہے ۔

عَنْ عَبْدُ اللّٰہ بِنْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَی الْجَاهِلِیَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ مشکواۃ
باب البکاء علی المیت فصل اول ۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ شخص ہم میں سے نہیں۔ جو رخسار پیٹے اور کپڑے پھاڑے ۔ اور جاہلیت کیطرح پکار پکار کر بین کرے ۔ یہ روایت بخاری اور مسلم میں ہے ۔

تعزیت یعنی ماتم پرسی

ماتم پرسی مستحب ہے | میت کے لواحقین کے پاس جاکر ماتم پرسی مستحب ہے۔ حدیث ابن ماجہ میں ہے ۔

مَامِنْ مُسْلِمٍ یعزی اَخَاهُ بِمُصِیْبَةٍ اِلَّا کَسَاهُ اللّٰہُ

آپ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کی مصیبت میں اسکی تعزیت کرے ۔

مَنْ حلل الکرامۃ یوم القیمۃ

مظاہر حق شرح مشکوۃ جلد۲ باب البکاء رقت

خدا تعالیٰ اس کو قیامت کے دن کرامت کا لباس پہنائے گا۔

آنحضرت کا خود ماتم پرسی کرنا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی ماتم پرسی کی ہے۔ چنانچہ نسائی میں ہے۔

عَنْ مُعَاوِیَۃَ بْنِ قُرَّۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ یَجْلِسُ اِلَیْہِ نَفَرٌ مِنْ اَصْحَابِہٖ فِیْھِمْ رَجُلٌ لَہٗ اِبْنٌ صَغِیْرٌ یَاْتِیْہِ مِنْ خَلْفِ ظَھْرِہٖ فَیُقْعِدُہٗ بَیْنَ یَدَیْہِ فَھَلَکَ فَامْتَنَعَ الرَّجُلُ اَنْ یَحْضُرَ الْحَلْقَۃَ لِذِکْرِ اِبْنِہٖ فَفَقَدَہُ النَّبِیُّ فَقَالَ مَالِیْ لَا اَرٰی فُلَانًا فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بُنَیَّہُ الَّذِیْ رَاَیْتَہٗ ھَلَکَ فَلَقِیَہُ النَّبِیُّ فَسَاَلَہٗ عَنْ بُنَیِّہٖ فَاَخْبَرَہٗ ھَلَکَ

معاویہ بن قرہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے۔ تو کئی اصحاب آپکے پاس بیٹھتے۔ ان میں ایک آدمی تھا۔ اس کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا۔ جو اس کے پیچھے آتا۔ اور وہ اس کو اپنے سامنے بٹھاتا۔ اتفاقاً وہ بچہ مرگیا۔ تو اس آدمی نے مجلس میں آنا چھوڑ دیا۔ اس خیال سے کہ بچہ یاد آوے گا۔ پس جب نبی صلی علیہ وسلم نے اسکو مجلس میں، نہ پایا۔ تو فرمایا کہ کیا سبب ہے کہ فلاں شخص کو میں مجلس میں نہیں دیکھتا۔ لوگوں نے کہا۔ کہ یارسول اللہ! اسکا بیٹا جس کو آپ نے دیکھا تھا۔ مرگیا۔ پس نبی صلعم

فعزاه علیہا۔ (نسائی جلد اول - کتاب الجنائز باب فی التعزیت)

اس آدمی سے ملے - اور اسکو بچے کا حال پوچھا - اس نے بیان کیا - وہ مرگیا - پس آپ نے اسکو تعزیت کی۔

تعزیت کیلئے بیٹھنے کی جگہ

(تعزیت کیلئے، گھر میں یا مسجد میں بیٹھنا جائز ہے - اس لئے کہ جب خبر موت جعفر رض اور زید رض اور ابن رواحہ رض کی حضرت کو پہنچی - تو مسجد میں غمگین بیٹھے - اور لوگ آتے تھے تعزیت کیلئے۔

(مظاہر حق شرح مشکوٰۃ جلد دوم باب البکاء علی المیت)

تعزیت کی مدت

وقت تعزیت کا مرنے سے تین دن تک ہے - اور مکروہ ہے بعد اس کے - مگر یہ کہ ہو غائب تعزیت کرنے والا - یا مصیبت زدہ تو نہیں مضائقہ کہ جب کبھی ملے تو تعزیت کرے۔

(مظاہر حق حوالہ مذکور)

تعزیت کے الفاظ

اور مستحب ہے - کہ کہے صاحب تعزیت کو بخشے اللہ تعالیٰ امیت تیری کو - اور درگذر کرے اس سے اور ڈھانکے اسکو اپنی رحمت میں اور نصیب کرے تجھ کو صبر اسکی مصیبت پر اور ثواب دے تجھ کو اس کے مرنے پر۔ (مظاہر حق حوالہ مذکور)

غائتہ الاوطار میں ہے۔

ویقول اعظم اللہ اجرك واحسن عزاك وغفر لميتك

غائتہ الاوطار کتاب الجنائز۔

اور کہے کہ اللہ تعالیٰ تیرا ثواب زیادہ کرے - اور تیرا صبر اچھا کرے - اور تیری میت کو بخشے۔

تعزیت کے آداب | چوں از برائے تعزیت یا جز ایں جمع شوند۔ و قرآن خوانند۔ بائد کہ بقبلہ متوجہ باشند۔ و بمالا یعنی مشغول نشوند۔ فتاوی برہنہ جلد۱ ص۲۷۵

جب تعزیت وغیرہ کے لیے جمع ہوں۔ اور میت کو ثواب پہنچانے کیلئے، قرآن مجید پڑھیں۔ تو چاہیئے کہ قبلہ کیطرف منہ کر کے بیٹھیں۔ اور بیہودہ کاموں میں مشغول نہ ہوں۔

اس سے معلوم ہوا کہ فاتحہ خوانی پر بیٹھ کر فضول باتیں اور حقہ نوشی وغیرہ نہیں کرنی چاہیے۔ (ناظم)

فاتحہ خوانی

ماتم پرسی پر جا کر فاتحہ خوانی اور میت کیلیے دعا مانگنا جیسا کہ عام رواج ہے۔ جائز ہے۔

شرح صدور میں ہے۔

الاجماع علے ان الدعاء ینفع المیت ودلیلہ من القرآن قولہ تعالی وَالَّذِیْنَ جَآؤُا مِنْ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ۔ شرح صدور باب الاجماع علی ان الدعاء ینفع المیت،

اس امر پر اجماع ہے۔ کہ دعا میت کو نفع دیتی ہے۔ اور اس کی دلیل قرآن مجید سے خدا تعالی کا قول یہ ہے۔ "اور جو لوگ ان کے بعد آتے ہیں دعا مانگتے ہیں اے ہمارے رب! ہمکو اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں بخشدے

شرح صدور میں ہے: اخرج الطبرانی فی الاوسط بسند واہٍ عن انس مرفوعاً امتی امۃ مرحومۃ تدخل قبورھا بذنوبھا و تخرج من قبورھا لاذنب علیھا یمحص عنھا باستغفار المومنین لھا۔

(شرح صدور باب مذکور)

اور طبرانی نے اوسط میں بسند واہی حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میری امت امت مرحومہ ہے۔ اپنی قبروں میں اپنے گناہوں سمیت داخل ہوتی ہے۔ اور قبروں سے نکلیگی تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ مومنوں کی دعاؤں کے سبب جو وہ انکے لئے کرتے ہیں۔ ان کے سب گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔

اسی میں ایک اور روایت ہے۔

واخرج البیھقی فی شعب الایمان والدیلمی عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما المیت فی قبرہٖ الا شبہ الغریق المتغوث ینتظر دعوۃ تلحقہ من اب او ام او ولد او صدیق ثقۃ فاذ الحقتہ[1]

بیہقی نے شعب الایمان میں اور دیلمی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میت کی حالت اپنی قبر میں ایسی ہے۔ جیسے ڈوبتا ہوا شخص فریاد کرتا ہے۔ وہ انتظار کرتا ہے۔ کہ اس کو اپنے باپ یا ماں یا بیٹے یا ثقہ دوست کی طرف

[1] مرزا صاحب بھی اس حدیث کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں۔ تمام مومنوں اور نیک بختوں اور شہیدوں اور صدیقوں کیلئے تاکیدی طور پر یہ حکم فرمایا گیا۔ کہ وہ اپنے ان بھائیوں کیلئے بدل و جان دعائے مغفرت کرتے رہیں ۔۔۔ چکے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ۔۔۔۔ وہ دعا ہرگز ہرگز خالی نہیں جائیگی۔ ازالہ اوہام طبع اول ص۳۶۲

كانت احب عليه من الدنيا وما فيها وان الله ليدخل على اهل القبور من دعاء اهل الارض امثال الجبال وان هدية الاحياء الى الاموات الاستغفار لهم۔ (شرح صدور)

سے دعا پہنچے جب اسکو کسی کی طرف سے، دعا پہنچتی ہے۔ تو وہ اسکو دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ پیاری ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اہل قبور پر اہل دنیا کی دعا پہاڑوں کی مانند (بہت زیادہ) داخل کرتا ہے اور زندوں کا مردوں کیلئے یہی ہدیہ ہے۔ کہ وہ ان کے لئے مغفرت مانگیں

یہ روایت مشکوٰۃ۔ باب الاستغفار فصل سوم میں بھی موجود ہے۔

دانے پڑھنا

بعض جگہ رواج ہے۔ کہ میت کی مغفرت کیلئے چنے یا مکی کے دانوں پر لاکھ دفعہ کلمہ شریف پڑھکر اس کے روح کو بخشتے ہیں۔ یہ بھی جائز ہے۔ نصرۃ الحق میں بحوالہ زاد الآخرت لکھا ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مِائَۃَ اَلْفَ مَرَّۃٍ وَجَعَلَ الثَّوَابَ لِلْمَیِّتِ وَاِنْ کَانَ مُوْجِبًا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص کلمہ شریف، لا الہ الا اللہ لاکھ مرتبہ پڑھے اور اس کا ثواب مردے کو بخشے۔ تو اللہ تعالیٰ اسکی برکت سے اس کو بخش دیتا ہے

لِلْعُقُوْبَۃِ ۔ (نصرۃ الحق صٓ) اگرچہ وہ عذاب کا مستحق ہو۔

جس شخص نے دانے پڑھنے کا طریقہ جاری کیا تھا۔ وہ بڑے ثواب کا مستحق ہے۔ اور جو اس پر عمل کرتا ہے۔ وہ بھی ثواب پاتا ہے

حدیث شریف میں ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ ۔

(مشکوٰۃ ۔ کتاب العلم فصل اول)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص اسلام میں نیک طریقہ جاری کرے۔ اس کے لئے ثواب ہے۔ اور جو شخص اس کے بعد اس پر عمل کرے۔ اس کو بھی ثواب ہے۔

اس حدیث سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے۔

اوّل یہ کہ اسلام میں جس کسی نے کوئی نیک طریقہ جاری کیا ہے وہ ثواب کا مستحق ہے۔ اور اس پر عمل کرنے والے کو بھی اجر ملتا ہے۔

دوم یہ کہ اسلام میں کسی ایسے نیک طریق کا جاری کرنا جس سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچے۔ جائز ہے۔

سوم یہ کہ سلف صالحین سے جس قدر نیک طریق جاری ہو کر ہم تک پہنچے ہیں۔ وہ سب واجب العمل ہیں۔ اور ان پر کسی قسم کی جرح قدح کرنا جائز نہیں۔ فھو المراد

قُل پڑھنا

میت دفن کرنے کے بعد تیسرے دن روٹی پھل وغیرہ جو کچھ میسّر ہو سکے، سامنے رکھ کر قُل پڑھنا اور اس کا ثواب میت کو بخشنا جائز ہے۔ اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا تھا۔ چنانچہ شرح برزخ میں ہے۔ کہ ملا علی قاری الاوزجندی میں فرماتے ہیں

وکان یوم الثالث من وفات ابرھیم ابن محمد صلی اللہ علیہ وسلم جاء ابوذر عند النبی بتمرۃ یابسۃ ولبن فیہ خبز من شعیر فوضعھا عند النبی فقرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفاتحہ وسورۃ اخلاص ثلاث مرۃ الی ان قال رفع یدیہ الدعاء ومسح بوجھہ ثم امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اباذر ان یقسمھا بین الناس

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے حضرت ابراہیم کی وفات کے تیسرے دن بعد حضرت ابوذر رضؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ اور خشک کھجور کے چند دانے اور دودھ جسمیں جَو کی روٹی رکھی ہوئی تھی لائے اور آپ کے پاس رکھدے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر فاتحہ اور سورہ اخلاص تین دفعہ پڑھی یہانتک کہ دونو ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے۔ اور اپنے منہ پر پھیرے۔ پھر آپ نے ابوذرؓ کو حکم دیا۔ کہ ان (کھجور کے دانوں وغیرہ)

وایضا فیہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھبت ثواب ھذا لابنی ابراھیم۔

کو لوگوں میں تقسیم کردے۔ اور اسی (کتاب) میں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اس کا ثواب میں نے اپنے بیٹے ابراہیم کو بخشا۔

(شرح برزخ ترجمہ صفحہ ۱۰۱/۱۰۲ مطبوعہ مطبع رضوی معسکر بنگلور احاطہ مدراس ۱۳۲۴ھ)

میّت کیلئے سات دن تک روٹی دینا

میت کیلئے سات دن تک روٹی دینا مستحب ہے۔ اور صحابہ کرام ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ شرح صدور میں ہے۔

اخرج الامام احمد فی الزھد وابونعیم فی الحلیہ عن طاؤس قال ان الموتی یفتنون فی قبورھم سبعا فکانوا یستحبون ان یطعم عنھم بتلک الایام۔ (شرح صدور باب تستحبون ان یطعم عن الموتی سبعۃ ایام)

امام احمد نے زہد میں اور ابونعیم نے حلیہ میں طاؤس رض سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ مردے اپنی قبروں میں سات دن تک آزمائے جاتے ہیں پس صحابہ کرام سات روز تک انکی طرف سے کھانا کھلانے کو محبوب رکھتے تھے۔

چالیس دن تک صدقہ کرنا

میت کیلئے چالیس دن تک خیرات کرنا اور روٹی دینا جائز ہے

شرح برزخ میں ہے

ینبغی ان یداظب علی الصدقة للمیت الی سبعة ایام و قیل الی اربعین فان المیت یشوق الی بیتہٖ
(ترجمہ شرح برزخ صـــ)

لائق ہے کہ میت کیلئے صدقہ پر سات دن تک ہمیشگی کی جائے اور بعض کہتے ہیں۔ کہ چالیس دن تک ہر روز صدقہ دیا جائے کیونکہ میت کو چالیس دن تک اپنے گھر کا شوق ہوتا ہے۔

ہر جمعرات اور عیدین وغیرہ پر روحوں کا آنا
اور
صدقہ و دعاء طلب کرنا

جمعرات یا جمعہ کے دن اور عیدین وغیرہ کے موقعہ پر مردوں کے روح آتے ہیں۔ اور گھر والوں سے صدقہ خیرات اور دعائے طلب کرتے ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب دقایق الاخبار میں لکھا ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدٍ اَوْ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ اَوْ لَيْلَةُ

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ جب عید کا دن ہوتا ہے یا عاشورہ کا دن یا عاشورا کی

عَاشُوْرَاءَ اَوْ يَوْمُ الْجُمُعَةِ
اَوْ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ اَوْ لَيْلَةُ
الْجُمُعَةِ الْاُوْلٰى مِنْ رَجَبَ
اَوْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ
يَخْرُجُ الْاَمْوَاتُ مِنْ قُبُوْرِهِمْ
فَيَقُوْمُوْنَ عَلٰى اَبْوَابِ بُيُوْتِهِمْ وَ
يَقُوْلُوْنَ ارْحَمُوْا عَلَيْنَا فِيْ هٰذِهِ
اللَّيْلَةِ بِصَدَقَةٍ وَ لُقْمَةٍ
فَاِنَّا مُحْتَاجُوْنَ اِلَيْهَا
فَاِنْ لَمْ تَقْدِرُوْا بِهَا
فَاذْكُرُوْنَا بِرَكْعَتَيْنِ فِيْ
هٰذِهِ اللَّيْلَةِ الْمُبَارَكَةِ هَلْ
مِنْ اَحَدٍ يَذْكُرُنَا
وَهَلْ مِنْ اَحَدٍ
يَرْحَمُ عَلَيْنَا وَهَلْ مِنْ
اَحَدٍ يَذْكُرُنَا فِيْ غُرْبَتِنَا
يَا مَنْ سَكَنَ فِيْ دَارِنَا
وَيَا مَنْ نَكَحَ
نِسَاءَنَا وَيَا مَنْ

رات یا جمعہ کا دن یا رجب کی
پہلی جمعرات یا ماہ شعبان کی
پندرھویں رات۔ مردے
اپنی قبروں سے نکلتے ہیں۔ اور
اپنے گھروں کے دروازوں پر
اکھڑے ہوتے ہیں۔ اور کہتے
کہ اس رات میں صدقے اور
لقمے دے کے خیرات کرنے سے ہم
پر رحم کرو۔ اس لیے کہ ہم اس
کے محتاج ہیں۔ سو اگر تم اس
کی طاقت نہیں رکھتے۔ تو اس
مبارک رات میں دو رکعت
نماز کا ثواب ہی ہم کو پہنچا دو۔
کیا کوئی ہے۔ جو ہمیں یاد کرے
اور کیا کوئی ہے۔ جو ہم پر رحم کرے
اور کیا کوئی ہے۔ جو ہماری غربت
میں ہمیں یاد کرے۔ اے وہ
شخص جو ہمارے گھروں میں
رہا۔ اور اے وہ جس نے ہماری

اِقَامَ فِیْ اَوْسَعِ قُصُوْرِنَا
وَنَحْنُ فِیْ اَضْیَقِ
قُبُوْرِنَا وَیَا مَنْ قَسَمَ
اَمْوَالَنَا وَیَا مَنْ
اسْتَذَلَّ اَوْلَادَنَا هَلْ
مِنْ اَحَدٍ مِّنْكُمْ
مَنْ یَتَفَكَّرُ فِیْ
غُرْبَتِنَا وَفَقْرِنَا
وَكُتُبُنَا مُطْوِیَّةٌ
وَكُتُبُكُمْ مَنْشُوْرَةٌ فَلَا
تَنْسَوْنَ بِكِسْرَةِ
خُبْزِكُمْ وَدُعَائِكُمْ
فَاِنَّا مُحْتَاجُوْنَ
اِلَیْكُمْ اَبَدًا -
فَاِنْ وَجَدُوْا
الصَّدَقَةَ وَالدُّعَاءَ
مِنْهُمْ یَرْجِعُوْنَ
فَرِحًا مَسْرُوْرًا وَاِنْ
لَمْ یَجِدُوْهُمَا

عورتوں سے نکاح کیا! اور اے
وہ شخص جو ہمارے بہت کھلے
محلوں میں رہتا ہے۔ اور ہم
بہت تنگ قبروں میں اور اے
وہ شخص جس نے ہمارے مالوں
کو تقسیم کیا۔ اور اے وہ
شخص جس نے ہماری اولاد کو
ذلیل کیا۔ کیا تم میں سے کوئی ہے
جو ہماری بیکسی اور محتاجی پر غور
کرے۔ اور ہمارے اعمالنامے
بند کئے گئے ہیں۔ اور تمہارے
اعمالنامے کھلے ہیں۔ پس تم
اپنے روٹی کے ٹکڑے اور دعا
سے ہمیں نہ بھولو۔ اس لئے کہ
ہم ہمیشہ تمہاری طرف سے
محتاج ہیں۔ سو اگر ان سے صدقہ
اور دعا پاتے ہیں۔ تو خوش
خوش واپس لوٹتے ہیں۔ اور
اگر (صدقہ اور دعا) دونوں سے

یَرْجِعُوْنَ مَحْرُوْمًا مَحْزُوْنًا اٰئِسًا۔	کچھ نہیں پاتے۔ تو محروم، غمگین اور ناامید ہو کر واپس چلے جاتے ہیں۔

(دقائق الاخبار باب ۳۱ فی ذکر الروح بعد الخروج کیف یاتی الی قبرہ ومنزلہ)

کیا دُعا اور صدقہ کا ثواب مُردوں کو پہنچتا ہے؟

بیشک دعاء اور صدقہ اور دوسری عبادات جو میت کیلئے کی جائیں۔ ان کا ثواب میت کو پہنچتا ہے[۱]۔

مالا بدمنہ میں ہے۔

اکثر محققین برآنند۔ کہ اگر کسے مردہ را ثواب نماز یا روزہ یا صدقہ یا دیگر عبادات مالی یا بدنی بخشد۔ میسر سد۔	بہت سے محققین اس بات پر ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص مردہ کو نماز یا روزہ یا صدقہ یا دوسری عبادات مالی یا بدنی کا ثواب بخشے۔ تو اس کو پہنچتا ہے

(مالا بدمنہ۔ کتاب الجنائز۔ فصل زیارۃ القبور)

شرح صدور میں ہے۔

اخرج البخاری عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ	امام بخاری نے حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت

[۱] یہ امر مرزا صاحب کو بھی تسلیم ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ ایک شخص ایمان اور عمل کی ادنیٰ حالت میں فوت ہوتا ہے۔ ...... پھر بعد اس کے اگر وہ اولاد صالح چھوڑ کر مرا ہے۔ جو جد وجہد سے اس کیلئے دعاء مغفرت کرتے ہیں۔ اور صدقہ [illegible] کی نیت سے مساکین کو دیتے ہیں۔ ...... تو اس خیر جاری کی برکت سے وہ کھڑکی اسکی جو بہشت کیطرف کھولی گئی۔ دن بدن اپنی [illegible] طبع اول صفحہ ۳۴/۳۵ طبع پنجم صفحہ ۱۵۰/۱۵۱ - (ناظم)

قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یتبع الرجل یوم القیمة من الحسنات امثال الجبال فیقول انی هذا فیقال باستغفار ولدك لك - (شرح صدور، باب ما ینفع المیت فی قبره)

کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ایک آدمی کے پیچھے قیامت کے دن پہاڑ کی طرح (بہت سی) نیکیاں ہونگی وہ کہیگا۔ یہ کہاں سے آئی ہے تو کہا جائیگا۔ کہ تیرے بیٹے کے استغفار سے ہیں۔ جو وہ تیرے لئے کرتا ہے۔

دوسری روایت

واخرج ابن ابی الدنیا عن عمرو بن جریر قال اذا دعا العبد لاخیه المیت اتاه بها الی قبره ملك فقال یا صاحب القبر الغریب هذه هدیة من اخ علیك شفیق (

اور ابن ابی الدنیا نے عمرو بن جریر سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ جس وقت بندہ اپنے مرے ہوئے بھائی کیلئے دعا کرتا ہے۔ تو دعا کے ساتھ ایک فرشتہ اس کی قبر میں آتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ اے غریب قبر والے! یہ تیرے بھائی کا ہدیہ ہے۔ جو تجھ پر مہربان ہے۔

شرح صدور حوالہ مذکورہ۔

تیسری روایت ۔

واخرج الطبرانی فی الاوسط عن انس رضؓ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من اھل بیت یموت منھم میت فیتصدقون عنہ بعد موتہ الا اھداھا لہ جبریل علی طبق من نور ثم یقف علی شفیر القبر فیقول یا صاحب القبر العمیق ھذہ ھدیۃ اھداھا الیک اھلک فاقبلھا فتدخل علیہ فیفرح بھا و یستبشر ویحزن جیرانہ

طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے ۔ کہ نہیں کوئی گھروالے کہ ان میں سے کوئی شخص مرجاوے ۔ پھر وہ اس کے مرنے کے بعد اس کی طرف سے صدقہ کریں ۔ تو جبریل علیہ السلام اس ہدیہ کو اس مردے کیلئے نور کے طباق میں رکھتے ہیں ۔ اور قبر کے کنارے پر کھڑے ہو کر کہتے ہیں ۔ اے گہری قبر والے ! یہ ہدیہ ہے ۔ جو تیرے گھر والوں نے تیرے لئے بھیجا ہے ۔ تو اس کو قبول کر ۔ پھر وہ ہدیہ اس (مردے) پر داخل ہوتا ہے ۔ تو وہ اس سے خوش ہوتا ہے ۔ اور خوشیاں

الذین لا یھدی منا تلہے۔ اور اس کے ہمسائے جن کو
الیھم شئ۔ (شرح صدور) کوئی چیز ہدیہ نہیں پہنچتی غمگین ہوتے
باب ثواب الصدقۃ عن المیت) ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب یرجع الیہ المآب

تمت بالخیر

خاتمہ

الحمدللہ۔ اس کے فضل وکرم کے ساتھ احباب کی فرمائش کے مطابق رسالہ ہذا اختتام پذیر ہوا۔ خدائیتعالےٰ فقیر کی اس حقیر خدمت کو قبول فرمائے۔ خلق خدا اس سے فیض پائے۔ اور فقیر کی مغفرت ہوجائے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

ناظم عفی عنہ؟

تقاریظ و تواریخ بر کتاب ہٰذا

از جناب مولینا مولوی ابو الحقائق محمد عبد الغفور صاحب ہزاروی مدرس و خطیب جامع مسجد وزیر آباد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اما بعد رسالہ ہذا موسومہ اعانۃ الاموات کو بندہ نے کثرت مشاغل کی وجہ سے بعض بعض جگہ سے مطالعہ کیا ہے۔ اپنے موضوع میں یہ ایک بےنظیر اور لاجواب رسالہ ہے۔ جو مصنف نے نہایت محققانہ پیرایہ میں لکھا ہے۔ مسائل مندرجہ فیہا کو حدیث شریف اور کتب فقہ کے صریح جزئیات سے ثابت کیا ہے۔ خدا تعالے مصنف علام کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین! تمام خواندہ مسلمانوں کو اس رسالہ کے مطالعہ سے خالی نہیں رہنا چاہئیے۔ کیوں کہ اس میں اموات کے متعلق وہ تمام ضروری امور درج ہیں جو عموماً درپیش آتے رہتے ہیں!

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ ط

تقریظ از جناب مولٰینا مولوی غلام محمد صاحب حنفی چشتی سیالی

سعدوکی ضلع گجرات

این رساله را بتوفیق خدائ — دید عاصی ز ابتدا تا انتہائ
یافت او را عین حق جمله صواب — منکریں را سیف قاطع بر رقاب
خلق از تعلیم نصرانی شده — جاہل و گستاخ و بیدین و تباه
معرض از شرع رسول مصطفےٰ — مقتدی و تابع نفس و ہوا
از فراست فہم و دانش ہا تہی — سینه از جہل مرکب ممتلی
اندریں عہد جہالت اضطراب — بود از حد حاجتے بچنیں کتاب
مولوی عبد الغنی کار نکو — کرد شد مصروف در تصنیف او
بعد تکمیلش مرا داد و نمود — حکم کن تقریظ بر وی ثبت زود
پس نوشتم آنچه دیدم در کتاب — پیشتر الله اعلم بالصواب
للمصنف اسأل الله الکریم — عزة الدارین والاجر العظیم

حق مصنف را بصله سعی آں
در دو عالم بخشد اجر بیکراں

تاریخ و تقریظ از جناب مولانا مولوی محمد سلام اللہ صاحب ساکن چک عمر ضلع گجرات

عالم و فاضل محقق مولوی عبد الغنی
آپکی تصنیف ہے ہر شخص کے دلکو پسند
سال اس تصنیف کا میں نے جو پوچھا دل سے تیا

دین و دنیا میں مبارک مرد عالی ذات ہے
آپ سچے مرد ہیں اور سچی اُنکی بات ہے
مجکو ہاتف نے کہا کہ ۔ قاضی الحاجات ہے
۱۳۵۵ھ

ایضاً منہ

چو از زنگ چین است بے اشتباہ
پدید از شد در جہاں روشنی
بتاریخ او از سر جان من

بحسن دلائل کتاب غنی
چو طالع شدہ آفتاب غنی
بگو ۔ یادگار جناب غنی
۱۳۵۵ھ

ایضاً منہ

مخلص ما مولوی عبد الغنی
مدتت عمرش بود یا رب فزدل
کرد تحریر ایں کتاب دل پسند
سال تصنیفش چنیں کردم رقم
گفت گو ۔ بہتر کتاب دلفریب

عالم و فاضل بسے پرہیزگار
باد برخوردار فرخندہ تبار
یابد از حق اجرہ و مزد بیشمار
کرد فرمائش چو بہر خاکسار

بے سر اندیشہ سال یادگار
۱۳۵۵

متعلق حاشیہ پر قرآن مجید۔ حدیث شریف اور فقہ کی معتبر کتابوں
کے حوالے معہ عبارات درج کئے ہیں۔ تاکہ کوئی مسئلہ بے سند نہ
رہے۔ اس لحاظ سے یہ کتاب ہر ایک معمولی پڑھے لکھے سے لیکر
علمائے کرام تک کیلئے نہایت مفید بن گئی ہے۔ اس سے کوئی گھر خالی
نہیں رہنا چاہیئے۔ کیونکہ ہر ایک مسلمان کو اسکی ضرورت ہے۔
قیمت صرف چھ آنے۔ علاوہ محصولڈاک۔

مفید العلماء

یہ ایک اسم با مسمیٰ کتاب ہے۔ جو فقہ کے مسائل میں نہایت دلچسپ
اور مفید ہے۔ تمام مسائل عام فہم طریق پر پنجابی نظم میں لکھے گئے
ہیں۔ اس کے مصنف مرحوم اپنے زمانہ میں نہایت مشہور اور مسلمہ
عالم تھے۔ قیمت صرف ۸ر آنے علاوہ محصولڈاک

حضرت مو[illegible] عالم صاحب سوہاوی

جو مدت سے نایاب ہ
انکے دوبارہ شایع کرنیکا اہتما
اپنا نام درج رجسٹر کرالیں۔ تاکہ شایع ہونے پر

پتہ۔ دار الکتب جھیوانوالی ضلع گجرات۔ پنجاب